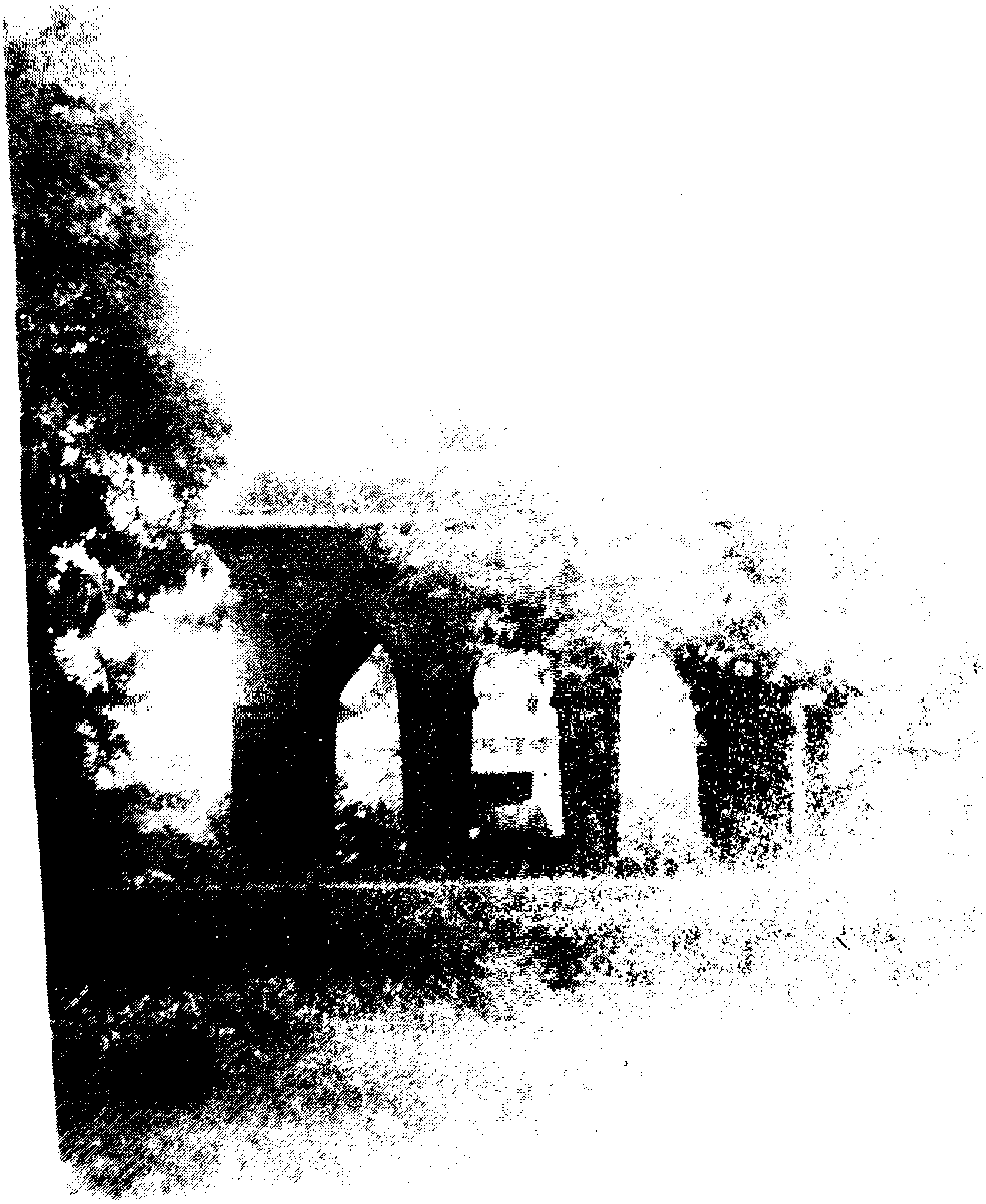
ت ص- 161



مرقد منور حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ
شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ



… منظور احمد … شریفی رحمۃ اللہ علیہ

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق

زبدة المحققین

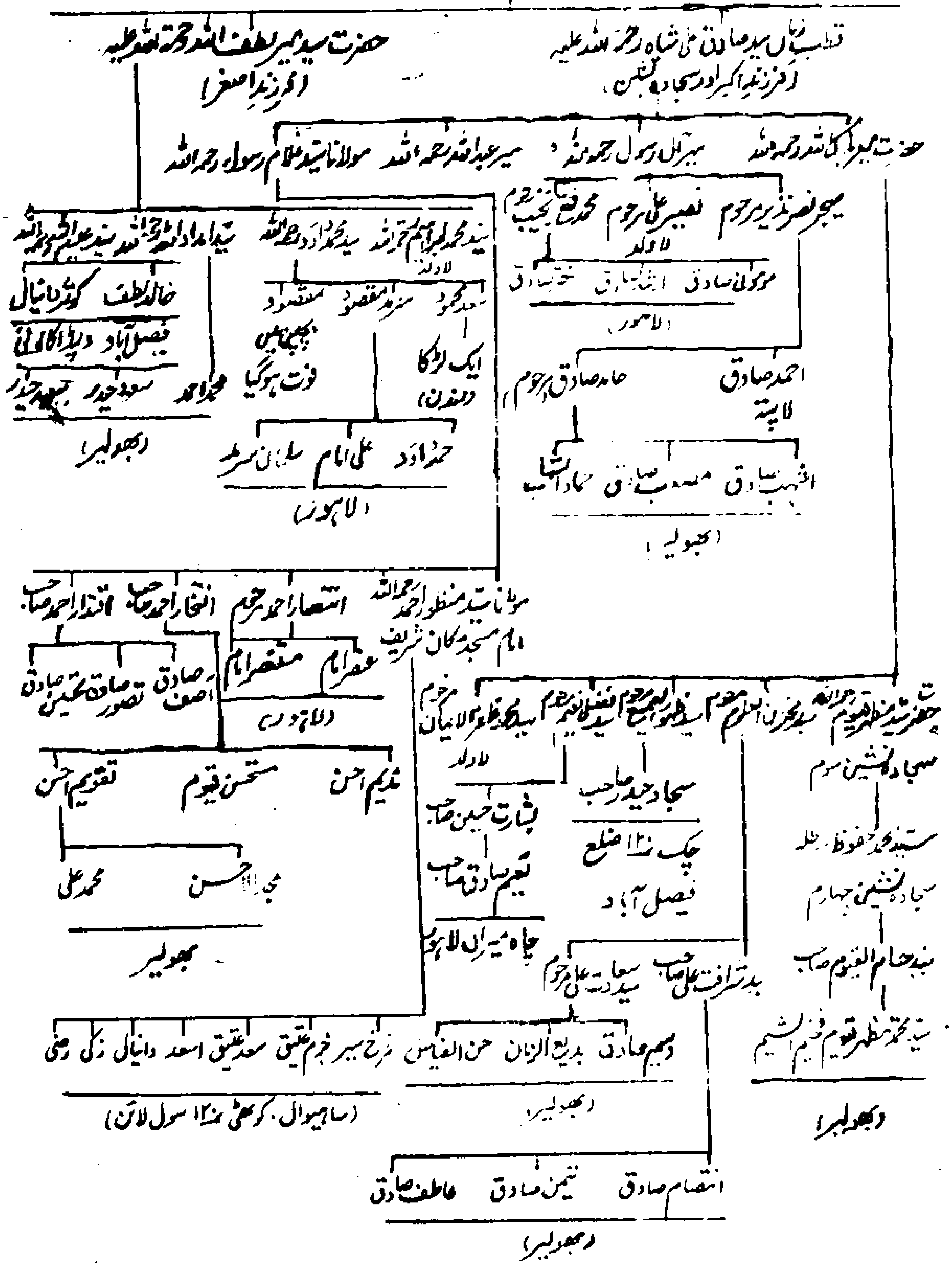
حسبی الله

در مطبع کریمی لاهور باهتمام میر محمد

86473

شجرۂ نسب

اولادِ قیومِ عالم سیدنا حضرت امام علی شاہ مکان شریفی قدس اللہ سرہٗ



عرض حال

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے کتب خانہ میں بعض نایاب کتابوں کے قلمی نسخے موجود تھے۔ مثلاً مرآۃ المحققین مع ترجمہ۔ ذخیرۃ الملوک، ترجمہ منہاج السلوک حکایات الصالحین، حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو نہایت اہتمام سے بصرف زر کثیر چھپوا کر مفت تقسیم کیا۔

زیرِ نظر کتاب مرأۃ المحققین قیوم العالم حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب مکان شریفی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے پہلے حصے میں حضرت خواجہ امام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی شاہ حسین قدس سرہٗ کے حالات تحریر فرماتے ہیں۔ دوسرے حصے میں حضرت خواجہ امام علی شاہ قدس سرہٗ نے اشتغال و سلوک نقشبندیہ کا ذکر فرمایا ہے۔

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مرأۃ المحققین کا ترجمہ کروا کر شائع کرایا تھا۔ اس کی طباعت میں اغلاط رہ گئیں تھیں، حضرت سیّد منظور احمد

صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکان شریفی مدفن ساہیوال کوٹھی نمبر ۱۲۰ اسول لائن نے اپنے مملوکہ نسخے پر کمال محنت اور دقیق نظر سے اغلاط لگائی تھیں۔ یہ نسخہ ہمیں صاحبزادہ سرمد مقصود صاحب مکان شریفی کے ذریعے میسر آیا جس کی فوٹو کاپی ہدیہ ناظرین ہے۔

میں اپنی اس پیش کش کو اپنے والد اور مرشد ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے نام نامی سے منسوب کرتا ہوں۔

خاکپائے شیر ربانی و گدائے آستانہ لاثانی

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری،

صدر حزب الرسول و ناظم دار المبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

مطبع --- المکہ پریس ○ ۵ شارع فاطمہ جناح، لاہور

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آیات شریف میں شمار نوانا ہیں اور
اسم اعظم بھی انہی میں ہے جو شخص ان کو پڑھنا چاہے باطہارت مغرب کی نماز کے بعد سات مرتبہ ہاتھ اٹھا کر پڑھا کرے اور پڑھنے
سے پہلے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم پڑھ لیا کرے

بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْحَكِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ساتھ نام اللہ بزرگ حکمت والے بخشش کرنیوالے مہربان رحم کرنیوالے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

وہ اللہ جس کے سوائے کوئی معبود نہیں جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا

هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہ ہے بڑا مہربان رحم کرنیوالا وہ اللہ ہے جس کے سوائے کوئی معبود نہیں

اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ

بادشاہ پاک سلامتی والا امن دینے والا نگہبان غالب

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا

زبردست تکبر والا پاک ہے اللہ اس چیز سے

يُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

جو شریک کرتے ہیں وہ ہے اللہ پیدا کرنیوالا عالم بنانیوالا صورت بنانے والا

لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى ط يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي

واسطے اسی کے ہیں نام سارے نیک پاکی کے ساتھ یاد کرتے ہیں اسے جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

ہیں آسمانوں اور زمینوں میں اور وہ ہے غالب حکمت والا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْخَلَائِقِ

یا اللہ (سبحانہ وتعالے) درود بھیج تو ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو مخلوق کے برگزیدہ

وَاَفْضَلِ الْبَشَرِ وَشَفِيْعِ الْاُمَّةِ يَوْمَ الْحَشْرِ وَالنَّشْرِ

اور سب آدمیوں سے افضل اور امت کے شفاعت کرنیوالے قیامت کے دن

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ شَيْءٍ مَّعْلُوْمٍ

ہمارے سردار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ تعداد ہر چیز کے جو آپ کو معلوم ہے

لک وعلیٰ آلِ سیدنا محمدٍ وبارِک وسلم

اور اوپر آل حضرت سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور برکت اور سلام

وصلِّ علیٰ جمیعِ الانبیاءِ والمرسلین

اور درود بھیج تمام انبیا اور رسولوں پر

وعلی الملئکةِ المقربین وعلیٰ اھلِ

اور مقربین فرشتوں پر اور تمام

طاعتِک اجمعین برحمتِک یا ارحم الراحمین

فرمانبرداروں پر ساتھ اپنی رحمت کے اے بڑے مہربان رحم کرنیوالے

حمد محمودے کہ در جملہ صور — شد بانوار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر

زانکہ از نورش محمد صلے اللہ علیہ وسلم شد عیان — گشت از نور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دو جہان

صد لباس احمدی صلے اللہ علیہ وسلم نور احد — واسطہ شد خلق را بہر رشد

امر صلوا بہر این فرمودہ حق — مومنان را بلکہ خود دارد سبق

قدر حبِ خود درود بر رسول — بلغ اے غفار از عاجز خمول

بعد حمد ذات بے چون وچگون — پس درود ومظہر این جملہ چون

امابعد۔ التماس ہے۔ کہ یہ کتاب مستطاب بہ مسمّیٰ مراۃ المحققین دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں تو خواجہ بزرگوار حضرت امام علی شاہ صاحب قدس سرہٗ نے جو اپنے شیخ قطب الاقطاب غوث الاغیاث حاجی حرمین شریفین المکرمین حضرت شاہ حسین (المعروف بجوہڑ والے) قدس سرہٗ کے مختصر حالات سعادت انتساب میں تحریر فرمایا ہے۔ درج کیا گیا ہے۔ بعدہٗ مختصر کلمات متبرکہ من تصنیف حضرت حاجی الحرمین شریفین قدس سرہٗ مندرج ہیں امید ہے کہ صادقان ارادہ اور طالبان مولیٰ کو اس کے مطالعہ سے فائدہ کلی حاصل ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز +

آمین

آپ کا اجدادی وطن مالوفہ رتڑ چھتڑ المعروف مکان شریف ضلع گورداسپور ملک پنجاب ہے۔ اور زیارت مرقد مبارک بھی اسی جگہ ہیں +

۔ رحمتہ اللہ علیہم ۔

تمت

رسالہ مراۃ المحققین صفحہ ۴ سے شروع ہوتا ہے صفحہ د سے شروع ہونیوالی عبارت نہ تو مراۃ المحققین کا جزو ہے اور نہ ہی حضرت امام علی قدس سرہٗ کی تحریر ہے یہ تحریر مولانا سید احمد علی دھرم کوٹی کی ہے۔ مولانا احمد علی نے حالات مشائخ نقشبندیہ میں عموما اور اپنے شیخ حضرت قیوم عالم سید امام علی رضی اللہ عنہم کے حالات میں خصوصا ایک ضخیم کتاب آیات القیومیہ تصنیف کی تھی یہ عبارت بعینہٖ اسی آیات القیومیہ کی ہے آیات القیومیہ غیر مطبوعہ تھی۔ اگست ۱۹۴۷ء کے زمانہ پرآشوب میں جبکہ ملک کے دو حصے ہوئے اس کتاب کا اصل نسخہ جو مصنف نے اپنے قلم کا لکھا اور دوسرا جو حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری نے سید نور الحسن مغفور سے لکھوا کر بھیجا تھا امرتسر میں قاضی قائم الدین مغفور کی تحویل میں تھا امرتسر میں تلف ہو گیا۔

التقاط از کتاب آیات القیومیہ کہ از تصانیف
مولانا سید احمد علی است پیر موصوف ساکن جھرم کوٹ
اندکی دہ ضلع گورداسپور از خلفائے قیوم زمان سید امام علی است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدوۃ المکرمین والاخیار
زبدۃ المقربین والابرار۔ کاشف اسرار
الشریعت والحقیقت واصف انوار الطریقت والمعرفت
حجت المکملین برہان الکاملین منوط
المحبوبین سید السادات شیخ السموات
والارضین غوث الملائکۃ والناس
اجمعین زائر القبلتین حاجی الحرمین
الشریفین ابو المجد تعالیٰ حضرت
شاہ حسین قدس سرہ سپہ سالار

بزرگوں اور نیکوں کے برگزیدہ نزدیکوں
اور پاکوں کے خلاصہ۔ شریعت اور حقیقت
کے بھیدوں کے ظاہر کرنیوالے طریقت اور
معرفت کے نوروں کے بیان کرنیوالے کمال والوں
کیلئے حجت اور کاملوں کیلئے دلیل اور پیاروں کے
لئے پسندیدہ سرداروں کے سردار نیکوں کی سند آسمانوں
اور زمینوں کے شیخ اور تمام فرشتوں اور آدمیوں کے
امداد کرنیوالے دونوں قبلوں کی زیارت کرنیوالے مکہ و
مدینہ کے حج کرنیوالے بزرگی اور بلندی کے باپ حضرت

قائد محبوبان رہنمائے و پیشوائے طالب و مطلوبان بالانشین مسند اجتباء صدر گزین محافل اولیا۔ و صاحب تمکین بزم ارتضاء صاحب تصرفات۔ مظہر خوارق کرامات۔ صفوۃ ارباب ذوق۔ قدوہ اصحاب شوق صاحب تمکین۔ و مالک حالات عجیبہ و جذبہ قوی داشت و نظر مؤثر و تصرف غالب۔ حاوے فضائل حسبی و نسبی بود۔ از سادات حسینی صحیح الاصل کہ سلسلہ نسب بہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مے پیوندد جامع بود میان علم ولایت و سیادت۔ و عالم بہ علوم صوری و معنوی بودند۔ در مبادی حال برائے

شاہ حسین قدس سرہ پیاروں کی جماعت کا پیشوا اور طالب اور مطلوبوں کے رہنما بزرگی کے تخت پر سرفراز بیٹھنے والے اور اولیا اللہ کی محفلوں کے میر مجلس۔ اور خوشنودی خدا کی مجلس کے صاحب درجہ تھے اور تصرفات کے صاحب اور کراماتوں کے ظاہر ہونے کی جگہ اور صاحبان لذت کے برگزیدہ اور صاحبان شوق سے چنے ہوئے مرتبہ کے صاحب عجیب حالات کے مالک ہوئے ہیں اور آپ کشش عظیم رکھتے تھے اور آپ کی نظر اثر والی اور آپکی کشش غالب تھی اور حسب و نسب کے بزرگیوں کے جامع تھے اور سادات حسینی کی نسب کے صحیح الاصل تھے آپکے خاندان کا سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک ملتا ہے آپ علم اور ولایت اور سیادت کے جامع اور ظاہری اور باطنی علموں کے عالم تھے آپ اوائل عمر میں

خریدن اسپان در شہر پشاور رسیدند
و در آن جا بہ تحصیل علوم اشتغال
ورزیدند و اسب ہمت خود را در
میدان تحقیق علوم متداولہ برگماشتند
چنانچہ از بحث و تکرار شبانروزے
آنچنان ملکہ حاصل کردند۔ کہ بر تحریر
حواشی کتب متعلقہ و حل عبارات
مشکلہ استعداد تمام یافتند۔ اما تا
حال از مطالعۂ اصول حقیقے ماندہ
کہ بجذبات عنایت الٰہی اشارہ دریافت
یعنی قدم در طریق سلوک کہ مسلوک
اہل وصول است۔ نہاند۔ و آنچنان
بود۔ کہ روزے جوانے رنگریز را در
پشاور دیدند۔ کہ بیتے چند میخواند و
بہ سوز دلسوز و دلگداز میگریست۔

گھوڑوں کی تجارت کے ارادہ میں پشاور
پہنچے اور وہاں علم ظاہری کے پڑھنے میں مشغول
ہو گئے اور ارادہ کے گھوڑے کو مروجہ علموں
کے میدان میں جولان دیا اور ہر وقت
کے بحث و تکرار سے اتنی استعداد حاصل
کی کہ مشکل کتابوں پر حاشیہ لکھنے اور
مشکل عبارتوں کے حل کرنے میں پوری
لیاقت پیدا کی۔ مگر ابھی علم کا مطالعہ باقی
تھا کہ کشش عنایت الٰہی نے آپ کو لے
لیا یعنی صفائی باطن کے راستہ میں جو
بندگان خدا کا طریقہ ہے قدم رکھ دیا۔
اور وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے
ایک دن شہر پشاور میں ایک جوان
رنگریز کو دیکھا۔ کہ کچھ بیت پڑھتا ہوا نہایت
درد اور سوز سے رو رہا ہے۔ . .

چون اورا دیدند حال پریشان متغیر
شد۔ وجذبہ محبت الٰہی گریبان گیر
حال پریشان شد و بمقتضائے
آیہ کریمہ ان الملوک اذا دخلوا
قریۃ افسدوھا۔ وجعلوا
اعزۃ اھلہا اذلۃ۔ سلطان محبت
حقیقی جہانبان خلت تحقیقی بر
تخت دل مستولے شدہ مجموع
رقوم الہ باطل را از صحیفہ دل واز
خط آب و گل محو گردانید۔ و ملہم عالم
غیب و معلم اسرار لاریب بر ورق
خاطر خطیر الشان بقلم ارشاد این رقم
کشید۔ کہ نیل این قسم سوز و گداز
کہ نہایت تمنائے اولیاست بے
اقتضائے تسلیم تصرفات کامل مکمل

جب آپ نے اُس کو اس حال میں دیکھا تو
آپ پر بھی حالت طاری ہوگئی اور محبت الٰہی
کی کشش نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس
آیہ کریمہ کے مصداق ان الملوک اذا دخلوا
قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ
اھلہا اذلۃ۔ یعنی حقیقی محبت کے بادشاہ اور
تحقیقی دوستی کے مالک نے آپ کے دل کے
تخت پر قبضہ کرکے جھوٹے خداوں کے
تمام نقشوں کو آپ کے دل کے ورقوں
سے ملیامیٹ کر دیا اور عالم غیب کے خبر
دینے والے اور بے شبہ بھیدوں کے
اُستاد نے آپکے بزرگ دل کے ورقوں پر ہدایت
کی قلم سے یہ لکھ دیا کہ اس قسم کا سوز و گداز جسکے
خواہشمند بڑے بڑے اولیا ہیں کسی کامل اور
مکمل کی خدمت کے بغیر اور کسی اہل دل

اصل

وبے اقتدائے تعلیم معلّم وتوجہات کمّل
نیست۔ پس بداعیہ آنکہ از ہر جا کہ عالج
مطلوب بہ مشام در آید خود را بہ صحبت
باریافتگان محفل لی مع اللہ برسانند
بے زاد وراحلہ از مقام پشاور برآمدند
ودر بلاد کابل وغزنی وغیرہا بدریافت
عزیزے کہ بر مسند ارشاد واکمال باشند
بپائے طلب قدم زن گشتند القصہ
دران دیار از ہر خانقاہ کہ آوازہ
کمالات درگوش کردند۔ بقصد توبہ
وانابت رجوع نمودند۔ ملہم غیب
در سرِ ایشان ندائے انتباہ درمیداد
کہ مقصد مرام تو نعمت خانۂ دیگر است
تا آنکہ قائد ہدایت ازلی وسائق
عنایت لم یزلی ایشان را از راہ

ترجمہ

ے کی توجہ اور تعلیم کے بغیر حاصل نہیں
ہوسکتا۔ پھر تو آپ کا پختہ ارادہ ہوا کہ جہاں
سے مطلوب کے خوشبو کی ہوا آن کی داغ پر
لگے وہاں اپنے آپ کو پہنچاویں اور لی مع اللہ
کی محفل میں رہنے والوں کی صحبت سے مزہ
اٹھاویں اسی دھن میں پاپیادہ بے زاد
پشاور سے چل پڑے غزنی اور کابل وغیرہ
شہروں میں کسی سند رسیدہ اور پیارے
کی تلاش میں پھرتے رہے الغرض اس
علاقہ میں جس خانقاہ پر کسی صاحب کمال کا
ذکر سنتے توبہ اور رجوع کی خواہش میں وہاں
جا پہنچتے لیکن جہاں جاتے غیب سے یہ آواز
آتی کہ آپ کے ہما کا مکان کسی دوسری
جگہ ہے حتاکہ خدائی ہدائیت کے رہنما اور
آلہی عنایت کے پیشوا نے آپ کو قلات

اصل

قوت بر آستان ملایک آشیان
قطب الاقطاب غوث اعظم حالوالباب
معدن الیامن منور الباطن شیخ شیوخ
العالم حجۃ اللہ علے ابن آدم حافظ فی ملع
شریعت جامع انوار حقیقت حاجی الحرمین
حضرت احمد قدس سرہٗ اند
در اول دہلہ بفیوضات بلند و
مقامات ارجمند ما لا عین رأت و
لا اذن سمعت و لا خطر علے
قلب بشر مستند گردانید۔
حضرت خواجہ امام علی رحمۃ اللہ علیہ
میفرمودند کہ پیش ازانکہ شیمناء
حضرت اعلے قدس سرہٗ بزیارت آستاد
ملایک آشیانہ خواجہ بزرگ حضرت
حاجی احمد قدس سرہٗ سرفراز شدند

ترجمہ

کے راستہ سے آستان فلک نشان قطبون
کے قطب غوث الاعظم صاحب مقصود برکتون
کے کان اور باطن کے روشن کرنیوالے جہان
کے بزرگون کے بزرگ اولاد آدم کے واسطے
اللہ کی حجت کامل شریعت کے طریق کے نگہبان
اور حقیقت کے نورون کے جامع حاجی حرمین
شریفین حضرت احمد (خداوند کریم آپکا بھید پاک
کرے) کی خدمت میں شرفیاب ہوگئے۔ پہلی
ملاقات میں ہی مقامات عالی اور درجات بلند
پر جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور
نہ انسان کے دلپر اسکا خیال ہی گذرا فایز ہوگئے
حضرت خواجہ امام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے
تھے کہ ابھی ہمارے شیخ آستان بلند نشان
حضرت حاجی احمد (خداوند کریم آپ کا بھید پاک
کرے) پر قدمبوس نہیں ہوئے تھے۔

در مجمع اصحاب خود خواجہ بزرگوارم چند
روز پیشتر فرمودہ بودند۔ کہ طالبے
بلند استعداد ازین طرف مے رسد
کہ حق سبحانہ را بدو نظر عنایت ست
واشارات بہ سمت پنجاب نمودہ
بودند۔ پس چون حضرت اعلیٰ روح
روحہ بہ بیعت و انابت بہ جذبات
بے نہایت مستسعد گشتہ اند حضرت
خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرمودند۔ کہ ما
منتظر او بودیم۔ و از قدوم او خبر
دادہ ایم۔ ہمین شخص ست۔ کہ
عنایت ازلی متکفل حال اوست
حضرت خواجہ امام علی علیہ الرحمۃ والغفران
میفرمودند کہ چون حضرت اعلیٰ را
قدس سرہٗ در مبادے حال جذبہ

کہ حضرت بزرگوار یاران مجلس میں فرماتے
تھے کہ ایک طالب بلند استعداد والا
ادھر سے آرہا ہے کہ اس پر خدا کی رحمت
کمال ہے اور ساتھ ہی پنجاب کی طرف اشارہ
کرتے تھے پس جب حضرت اعلیٰ آپ کا روح
خوش رہے بیعت اور رجوع کے واسطے
بے نہایت کششوں میں حاضر خدمت
ہوئے حضرت خواجہ حاجی احمد صاحب رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم جسکے منتظر تھے
اور جس کے آنے کی ہم نے خبر دی تھی
یہ وہی شخص ہے جس کے حالات کا
ذمہ دار خدا کا فضل ہے حضرت خواجہ امام
علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب ہمارے
قبلہ کو ابتدائے حال میں کامل
کشش

اصل	ترجمہ
مردانہ حاصل شدہ و حضور اعلیٰ را از نعمت عظمیٰ بہرہ کامل رسیدہ۔ در حضرت معان موہبت یعنی حضرت خواجہ قدس سرہ بہ سبب کمال تعلق و محبت در منقبت آن درگاہ حضرت خواجہ بزرگ این غزل انشا کردند ؎	حاصل ہوگئی اور آپ کو بڑی نعمت سے پورا حصہ مل گیا۔ تو نہایت محبت اور کمال جوش میں آکر حضرت خواجہ بزرگ کی تعریف میں یہ غزل لکھی۔ اس غزل کا ترجمہ یہ ہے
زجام احمدی گر باز یک جرعہ بکام افتد ہمائے اوج لاہوتی ہمہ ساعت بدام افتد	جو ساغر احمدی سے ایک جرعہ کام میں ہووے ہمائے اوج لاہوتی اُسی دم دام میں ہووے
شدم من مست و مدہوشی زجرعہ جام او یارب الٰہی جرعہ جام او دمادم در بکام افتد	ہوا ہوں مست میں اک قطرۂ جام محبت سے کیا ہو گر دمادم جام اُسکا کام میں ہووے
بیا اے ساقی وحدت بجامے سرفرازم کن ہمہ قول محبوبم ازین در التزام افتد	جو مدت سے میرے دل میں تمنا ہے تیری صدقے میرا سب کام • وساقی فقط اک جام میں ہووے
عجب سریست اے یاران شدہ مدہوش در عشقش ہزاران کو مست شد زین مے بشرب مدام افتد	شراب عشق سے جو ایک جرعہ نوش کرلیوے عجب ہے راز وہ ہر دم اسی ہی کام میں ہووے

اصل

ز وصف ساغر مستش بوہم کے رسد یارب
حدیث ذوق او ازما بہ گفتن کے تمام افتد
بشرب مست وحدت او بیا شادی کن اے سرمست
درین عشرت مرا یارب ہمیشہ صبح وشام افتد

چون ایشان را جذبۂ عظیم روے نمود وکیفیتے قوی دست داد۔ در غلبۂ حالات و واردات از دیار سندہ مستانہ وار بے سر و پا دو بار تا بہ کنار دریائے شور رسیدہ اند۔ آنجا ایشان را افاقتے دست دادہ بشعور ظاہری آمدند۔ و دغدغہ صحبت حضرت خواجہ بزرگ و شوق دیدار فائیض الانوار حضرت خواجہ بزرگ بر ایشان غالب بودہ بے اختیار عنان عزیمت برتافتہ بملازمت حضرت شتافتہ اند۔ و ہر بار کہ در ہنگام افاقت

ترجمہ

کسی سے وصف ساغر مست کی تو ہو نہیں سکتی
نہ اُسکا ذوق کہنے سے کبھی اتمام ہیں ہووے
شراب جام وحدت سے رہو سرمست شاداں تم
اِسی عشرت میں دائم جبکہ صبح وشام ہیں ہووے

جب آپ کو محبت عظیم پیدا ہو گئی اور کیفیت قوی نے جوش مارا۔ تو حالت اور واردات کے غلبہ میں یعنی اُسی سرمستی میں سر اور پا سے برہنہ مستانہ وار ولایت سندھ سے دریائے شور یعنی سمندر کے کنارے پر پہنچے یہاں آکر آپ کو کچھ افاقہ ہو گیا۔ اور ظاہری ہوش و حواس قائم ہوئے۔ چونکہ خواجہ بزرگوار کی صحبت کا اثر اور حضرت ممدوح کے دیدار کا شوق آپ کی طبیعت پر غالب تھا۔ بے اختیار ہو کر پھر اُلٹے پاؤں حضرت بزرگوار کی خدمت میں جا پہنچے اور جب آپ کو کچھ

بوده. متوجه قریه فاخره مکانِ بزرگان
خود بوده اند. وقت دیدن آثار
مکان شریف بے اختیار صیحہ ہاے
عظیم ونعرہ ہاے فخیم ازنہاد ایشان
سر بر زدہ. تاکہ پیش ازہمہ خواجہ بزرگ
درمجمع اصحاب گفتہ اند. کہ شہباز
بلند پرواز سید حسین شاہ آمدہ
است. وبوقت رسیدن ایشان
وقت عجیب بریاران روے
دادہ است چون ہمیشہ بواسطہ شمول
کیفیات بلند وحصولِ ارادات
ارجمند در دیار سندہ بہ حالت مستانہ
وبروش عاشقانہ صحراہا دویدہ اند
وگریبان چاک زدہ برخاک غلطیدہ
اند. مقامات توایشان درآن ولایت

ہوش آجاتا۔ تو پھر حضرت بزرگوار کے مکان
کی طرف چل پڑتے اور اس مکان شریف
پر نور کو دیکھتے ہی بے اختیار رونے
اور نعروں کا شور مچ جاتا۔ خواجہ بزرگوار
اصحاب کی مجلس میں بارہا فرماتے تھے
کہ بلند پرواز شہباز یعنے سید حسین شاہ
واپس آرہا ہے۔ اور آپ کی واپسی
کے وقت حاضرین مجلس عالی پر عجیب
کیفیت ظاہر ہوتی۔ اور آپ ہمیشہ
عجیب حالات کے ظاہر ہونے اور پوری
خواہش کے بارآور ہونے پر سندھ
کی ولایت میں مستانہ وار اور مجذوبانہ
حال سے صحرانوردی کرتے رہے۔ اور
اور کپڑے پھاڑ کر زمین پر لیٹ جاتے تھے
اس علاقے میں آپ کے حالات مشہور

مشہور و ذکر کمالات و کرامات ایشان
بر السنۂ اقاصی و ادانی مذکور اند۔
کہ شرح عشرِ عشیر آنہا در بیان راست
نہ آید۔ کرت سوم از استیلا ئے
سکر و غلبہ محویت و استغراق بے
خودی از مکانِ بزرگان خود دویدہ
در شکارپور رسیدہ اند۔ در آن ایام
اسرار توحید بوجہ اتم برایشان منکشف
بودہ در حالت محویت وحدت و
مستئ احدیت و در راز حقیقت
بسیار از غزلہائے توحید آمیز و سخنان مستانہ
دلآویز گفتہ اند۔ حقا کہ دُر ہا سفتہ اند کہ
در سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ احدے اسرار
حقیقت را این چنین فاش نکردہ و
طشت از بام نینداختہ و کسے چنان

ہیں۔ اور آپ کے کرامات اور کمالات
چھوٹے بڑوں کی زبان پر مذکور ہیں۔
کہ ان کا دسواں بلکہ بیسواں حصہ بھی
ہم بیان نہیں کر سکتے۔ تیسری دفعہ جب
محبت کے غلبے اور بے خبری کے زور
اور بیخودی کے کمال میں آکر اپنے حضرات
بزرگوار کے مکان سے نکل کر شکارپور
میں پہنچے تو ان دنوں میں توحید کے بھید
پورے طور پر آپ پر کھلے ہوئے تھے اس بے
خبری اور مستی کے عالم اور حقانی بھیدوں میں
بہت سی توحید کی بھری غزلیں اور مستی
سے لبالب اشعار آپ کی زبان سے نکل کر
قلم کے حوالے ہوئے ہیں۔ اصل میں نظم کیا ہے
موتی پروئے ہوئے ہیں۔ نقشبندی سلسلے میں
کسی شخص نے حقیقت کے بھیدوں کو اس قسم سے ظاہر

ستی نہ در زیدہ کہ ایشان کردہ اند
اگرچہ درکمال سکر و بیخودی این اشعار
بے اختیار از ایشان سر برزدہ اند
امّا طریق شاعری نامرعی نماندہ و
تخلص خود سرمست نہادہ اند چنانچہ
درین جا بطور تبرک و ارشاد
بچند غزل اکتفا کردہ آید۔

ای ز حسن بیحجابت در جہان افسانہ ہا
وی ز شمع روئے تو سوزیست در ہر خانہ ہا
صد ہزاران عاشقانت مست جام وحدت اند
سر بصحرا دادہ میر قصند چون مستانہ ہا
ہر کہ از میخانۂ مہر تو یک جرعہ چشید
مست و مجنون گشتہ دیجا کرد در ویرانہ ہا
ہر درد زخم دلہائے صنم مرہم تو ئی
نیست غیر از وصل تو مرہم دل دیوانہ ہا

نہیں کیا اور نہ ہی کھلم کھلا اس راز کو ظاہر کیا
اور کسی شخص نے مستی کا طریقہ ایسا اختیار نہیں
کیا اگرچہ نہایت مستی اور بیخودی کے عالم
میں یہ شعر بے اختیار آپ کی زبان مبارک سے نکلتے
ہے مگر شاعری کے انداز کو بھی خوب نبھایا۔ اور اپنا
تخلص سرمست رکھا ہے چنانچہ تبرک اور ارشاد کے
طور پر چند غزلیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

عالم میں ہیں فسانے دلبر ترے حسن کے
ہر دل میں سوز تیرا اے شمع انجمن کے
عاشق ترے ہزاران ہیں مست جام وحدت
صحرا میں پھر رہے ہیں واقف نہ مرد زن کے
لذت پڑی ہے جنکو شربت ترے وصل کی
مدہوش و مست مجنوں بیخود ہے بن کے
زخمی دلوں کی مرہم توہی تو ہے پیارے
تیرا وصل دوا ہے اے جان ہر بدن کے

اصل

ما چو مرغانِ قفس در بندِ حیرت سوختیم
بال و پر فرسودہ شد در بیم ز آب و دانہ ہا
ہر کہ تیر از قوسِ عشقت خورد او بیہوش شد
کس نمے آید کہ پرسد خویش یا بیگانہ ہا
قصۂ دردِ فراقِ یار کس پایان نبرد
بس کن اے شیدا نداری طاقتِ افسانہ ہا
منم شیدائے آن جانان کہ ہر دم یاد مے آید
چو از چشمم شود پنہان ز دل فریاد مے آید
شدم دیوانہ روئت بیا اے دلربا اکنون
اگر یک جلوہ بنمائی ز تو بیدادت آید
چو نرگس انتظارم من ہمیشہ بہ سحرگاہان
ز سنبلِ زلف تو بوئے اگر از باد مے آید
من آنم بیستون اے جانان گر از لبہا شیرین یاد خو
بفرمائی کنم کارے کہ از فرہاد مے آید
بہ دردِ ہجرِ دلدارے بیا تو صبر کن اے دل

ترجمہ

ترے ہجر میں ہر دم جلتا ہے یہ مفت د
جیسے قفس میں بلبل نے لالہ ہر چمن کے
تیری نگاہ کا خنجر جن کے لگا دلوں میں
اُن بیکسون کے پرسان بنتے نہیں وطن کے
دردِ ہجر کا شکوہ پورا نہ ہو کسی سے
بس کر تو نہ شیدا قصے بہت سُخن کے
میں اُس پیارے کا شیدا ہوں جو ہر دم یاد آتا ہے
اگر اک لحظ غائب ہو تو دل فریاد کرتا ہے
ترے رُخ کا ہوں دیوانہ صنم آ کر دکھا جلوہ
یہ تیرا ہجر ظالم کس طرح بیداد کرتا ہے
سحر کے وقت نرگس کی طرح ہوں منتظر تیرا
مگر خوشبوئے سنبل زلف سے دل شاد ہوتا ہے
مجھے بھی گر لبِ شیرین سے فرماؤ پیارے تم
کروں وہ جان و دل سے کام جو فرہاد کرتا ہے
دلا کر صبر دردِ ہجرِ دلبر یہ کہ ہے ایسا

که ورنه در محبت این چنین افتاده می آید
به هجرت می طپم هر دم اگر یک لحظه فرمائی
بیائم پیش تو میرم اگر ارشاد می آید
بسان قمری شیدا بیاد یار کوکو کن
که بهر دیدنت شاید کنون شمشاد می آید
چه باشد ای نگار من اگر یک جلوه بنمائی
کنم سر را فدای تو اگر یک لحظه بنمائی
ندیدم هیچ محبوبی چو تو ای دلستان من
چو شکلت کی شود پیدا عجائب شوخ رعنائی
همه خوبان این عالم بیک جلوه تو میسوزد
نقاب از روی خود جانان اگر از چهره بکشائی
مشو تفنه عشاقان تو مکشا کاکل مشکین
ندارد تاب زنجیری دل دیوانه شیدائی
ز عکس جلوه رویت به گلشن ها چه افتاده است
همه گلشن شده رنگین عجب تو چهره زیبائی

یہ سلطانِ محبت جو رہا بیداد کرتا ہے
تڑپتا ہوں میں اُسکے ہجر سے ہر روز و شب یارو
کروں میں اس سے جان قربان اگر ارشاد کرتا ہے مجھے
تو اے سرمست قمری کی طرح کر یاد دلبر کو
کبھی شاید قدم رنجہ ادھر شمشاد کرتا ہے
صنما اگر دکھا دو جلوہ مجھے تو کیا ہے
جان و جگر یہ سر بھی تجھ پہ فدا ہے
تجھ سا کوئی نہ ہوگا محبوب دو جہان میں
اے شوخ پر کرشمہ ایسا بھلا کہاں ہے
پردہ اُٹھا دو رخ سے اے آفتاب عالم
نقش و نشان دوئی کا سینہ سے مٹانا ہے
تم ناز سے پیارے جب کھولے ہو گیسو
عشاق کے دلوں میں نازل عجب بلا ہے
دنیا کے اس چمن میں جو گل ہیں رنگ رنگ کے
سب عکس رخ تیرے کا جانے جو آشنا ہے

اصل	ترجمہ
ز حسن بے حجاب تو بمحفلہا ست افسانہ	کل محفلوں میں صنما تیرے ہی ہیں فسانے
نمے دانم چہ سرّ ست این عجب تو محفل آرائی	تجھ سا نہ محفلوں میں کوئی بھی خوش لقا ہے
ز نرگس مست چشم تو چو یک جرعہ نگاہ خوردند	تیری نگاہ کے زخمی آہو ہیں جنگلوں کے
شدہ مدہوش آہوہا چو مجنون گشتہ صحرائی	تیرے نظر کا زخمی اے یار لا دوا ہے
حدیث حسن دلبر ناز کس پایان نشد سرّ ست	قصہ تیرے حسن کا آخر نہ ہو کسی سے
نمے گنجد بہ دفترہا اگر صد دفتر افزائی	سر ہست اگرچہ صدہا دفتر بیان ہوا ہے
بہر سوئے کہ رو آرم جمال یار مے بینم ۔	جدھر دیکھوں اُدھر مطلق جمال یار ہے ہر سو
بہر طرزے کہ اندیشم رُخ دلدار مے بینم	جو سوچوں نگاہیں دیکھیں چہرۂ دلدار ہے ہر سو
ز عکس عارض مہوشش چنان جلوہ نمایان شد	ہزاران نازنین گلرو جو ہر جا دیکھتے ہو تم
ہزاران نازنین گل رو پری رخسار مے بینم	ہے سب پرتو اُسی مہتاب کے رخسار کا ہر سو
بصحن گلبن و گلشن ز حسن گلعذار او	یہ سرو سنبل و لالہ بنفشہ زار گلشن میں
چہ سرو لالہ و سنبل بنفشہ زار مے بینم	ہے سب جلوہ حسن اُس رونق گلزار ہے ہر سو
چو ذوق او بہ دل افتد ہمہ عالم برقص آید	جب اُس کا ذوق پڑتا ہے تو عالم رقص کرتا ہے
چہ مرغ و مور و ماہی ہا در و دیوار مے بینم	یہ مرغ و مور کا رنگ و در و دیوار ہے ہر سو
ہزاران ہا چو مجنون شد ز عشق لیلی رویش	ترے رخسار لیلیٰ پر مجنون ہے یہ سب عالم

اصل	ترجمہ
نہان شد ست مدہوشی عجب اسرار می بینم	تجلی حسن تیرے کا عجب اسرار ہے ہر سو
چشیدم جرعۂ وحدت ز نرگس چشم مست او	ترے اس مست نرگس سے پیا ہے جرعہ وحدت
زساغر چشم مخمورش جہان خمار می بینم	جو ہوگا مست وہ تیری نگاہ خمار کا ہر سو
ز برق آتش عشقش درون خرمن ستان	پڑے جب خرمن عشاق میں آتش محبت کی
شدہ صد شعلہ ہا بالا چون گلنار می بینم	نہیں شعلے جہاں کا رنگ سب گلنار ہے ہر سو
ز حسن قوس ابرویش ہلال عید تابان شد	ہلال عید تابان ہے اسی کے قوس ابرو سے
ز دور چشم آہویش ہمہ سرشار می بینم	جو شیدا ہے اسی کی دیدہ سرشار کا ہر سو
بذوق دل غزل گفتن بود کار تو ای سرمست	غزل کہنا ہے دل کے شوق سے سرمست کا مقصد
زبان در فشان تو چہ گوہر بار می بینم	زبان اسکی میں بیحد ذوق ہے اس دلدار کا ہر سو
مے وحدت ز چشم مے پرستان تو میخیزد	مئے وحدت ترے مستوں کی آنکھوں سے ہویدا ہے
جمال یوسف از چاہ زنخدان تو میخیزد	جمال یوسفی تیرے زنخدان سے ہی پیدا ہے
برائے دل ستانیہا قدت شد سر بسر اعجاز	ہے زیبا قد تیرا اعجاز کافی دلستانی کا
عصائے موسوی از سرو گلستان تو میخیزد	عصائے موسوی سرو چمن تیرے سے نکلا ہے
چہ باشم من شود روح الامین پروانہ بیدل	تری شمع شبستان سے جو شعلہ نور کا نکلے
جو شعلہ نور از شمع شبستان تو میخیزد	تو میں کیا ہوں کہ خود روح الامین بھی اس پہ شیدا ہے

ترجمہ	اصل
نہ ہو سایہ فگن اپنے ہی مقتولونکی تربت پر	بہ خاک مردگان خود بیا سایہ فگن جانان
کہ ان ترے شہیدون کی فغان سے حشر برپا ہے	فغانِ محشر از خونِ شہیدان تو میخیزد
ہمیشہ کے عدم سے ہوگیا موجود کل عالم ۔	زعدم جاودان موجود شد عالم ہمہ یکدم
جو لفظ کُن تیرے لعل بدخشانی سے نکلا ہے	حدیث کن ز لب لعلِ بدخشان تو میخیزد
ترے رخسار انور کی چمک سے ہے جہان روشن	ز لمحہ حسنِ مہ رویت ہمہ عالم شدہ تابان
ترے چاک گریبان سے شعاع شمس پیدا ہے	شعاعِ شمس از چاکِ گریبان تو میخیزد
اُسی گلرو کے جلوہ سے ہزاراں جان بدلجانغ	ہزاران جان مشتاقان فدائے جلوہ‌ات گردد
صدائے شوق اُسکی عندلیبون سے ہویدا ہے	صدائے بیخودی از عندلیبان تو میخیزد
ترے ہی عشق کے شعلے سے عالم ہوگیا مجنون	ز سوز شعلۂ عشقت جہان شد ہمچو مجنونے
زنخداں کے ترے غبغب سے ظاہر حُسنِ لیلیٰ ہے	ز حُسنِ لیلی از غبغب زنخدان تو میخیزد
ترے گیسو پریشاں سے ہوا آشفتہ ہے عالم	کشائے کاکل مشکین شدہ مضطر ہمہ عالم
نگاہ کر کاکل مشکین سے یہ بیداد کیا ہے	چہ ظلم بیحد از زلفِ پریشان تو میخیزد
صنم کے عشق میں مست لکھدی ہے غزل تونے	بہ ذوق عشق آن جانان غزل گفتی تو اے مست
سخن عالی زبان گوہر فشان تیری سے نکلا ہے	چہ گوہر بے بہا از کان سخندان تو میخیزد

مخمس از فقیر مست شیدا ۔ بر غزل حافظ علیہ الرحمت ؏

اصل	ترجمہ
به عشقش پا چو بنهادی تحمل کن تو حاصلها	اگر چاہتا ہے عشق اُسکا تو حاصل کر تحمل کو
که این بحر یست بی پایان ندارد هیچ ساحلها	کسی نے ہے نہیں پایا جو اس دریا کے ساحل کو
چو دادی ساغر وحدت مشو از من تو غافلها	پلا کر جام وحدت کا نہ مجھ سے یار غافل ہو
الا یا ایها الساقی ادر کاسا وناولها	خبردار اے سخی ساقی عطا کر جام سائل کو
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها	سنا تھا عشق آسان ہے پڑا ہوں سخت مشکل کو
کنم سر را فدای او اگر یک جلوه بنماید	کروں میں سر فدا اُس پے اگر اک جلوہ دکھلاے
برم این نقد جان پیشش اگر یک لحظه می آید	رکھوں میں جان قدموں پر اگر اکبار آجاوے
اگر بختم کند مدی باو وصلش بدست آید	اگر ہو بخت یاور تب وصل دلبر کا ہاتھ آئے
به بوی نافهٔ کاخر صبا زان طره بگشاید	اُسی گیسو کی خوشبو سے صبا جسکو ادہر لاے
ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها	زلف کے پیچ نے کیسی بلا میں پا دیا دل کو
بیا ای قمری شیدا اگر آن سرو روان گوید	چلی آ قمری شیدا جو وہ سرو روان کہدے
ندای عیش را در ده اگر آن دلستان گوید	خوشی کا دے ندا ہر دم اگر وہ دلستان کہدے
شراب وحدتش نوشان گر آن شاه جهان گوید	تو پی لے بادۂ وحدت اگر شاہ جہان کہدے
بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید	مصلے رنگ لے مے سے اگر پیر مغاں کہدے
که سالک بی خبر نبود ز راه و رسم منزلها	جو سالک جانتا ہے خوب راہ و رسم منزل کو

اصل

ز جام عشقت اے جانانہ شدم من مست و لا یعقل
کند ہر کس مرا طعنہ ہم از نادان و از عاقل
فتادم در چنین بحرے کہ معدوم ست زو ساحل
شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا
دلا در راہ دلارامے چو نیت در سفر کردم
ز سختی ہائے ترسم نہ دلا بہ پروردم
بمنزل گہ ہمہ رفتند و من در راہ نہ پے بردم
مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا
ز اسرارت بعالم ہمہ گشتہ پدید آخر
چہ گویم خویش و بیگانہ ہمہ دیدند پدید آخر
نصیبم در ازل این بود و در دستم رسید آخر
ہمہ کارم ز خود کامے بہ بدنامے کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

ترجمہ

ترے جام محبت سے ہوا ہوں مست و لا یعقل
مجھے کرتے ملامت ہیں سبھی نادان یا عاقل
پڑا اُس بحر میں ہوں میں جو رکھتا ہے نہیں ساحل
اندھیری رات خوف امواج گھمنگیر وہ ہائل
خبر ہو حال کیا معلوم سبکساران ساحل کو
ارادہ جب مرا اُس یار کے رہ میں سفر کا ہے
نہیں کچھ خوف سختی کا میں غم سے دلکو پالا ہے
گئے منزل میں سب میں نے قدم رہ میں نہ پایا ہے
امن کیا ہو مجھے اور عیش فکر ہر لحظہ آیا ہے
جرس فریاد کرتا ہے کہ باندھو جلد محمل کو
ترے اسرار سے ظاہر ہوا ہے کل جہاں پیارے
ہیں سب واصل وہاں یہ خویش و بیگانہ کہاں پیارے
ملا مجھکو نصیبہ جو ازل سے تھا نہاں پیارے
یہ خود غرضی سے بدنامی ملی مجھکو عیاں پیارے
رہے وہ راز کب مخفی بنائیں جس سے محفل کو

اصل

وصال یار گر طلبی وگر جاے مرو حافظ
حریف مست وحدت شو بمیخانہ برو حافظ
تو شو سرمست وشیدا ہمین سخنم شنو حافظ
حضوری گر ہمے خواہی ازو غایب مشو حافظ
متے ما تلق من تہوے دع الدنیا واہملہا

چون بار بملازمت حضرت خواجہ بزرگ مشرف شدہ اند۔ حضرت خواجہ بزرگ فرمودند کہ دولت ازلی وعنایت لم یزلی بہ بازآوردن درین مقام شمارا مساعدت کردہ۔ ورنہ بسیاری منصور آسا درین بحر فنا مستغرق گشتہ اند وجان سلامت نبردہ واز انشاء غزلیات ممانعت فرمودند کہ بواسطہ اشتغال بدان از مقصد اعلیٰ باز خواہی ماند۔ بہ نظرات عنایت حضرت خواجہ بزرگوار منظور نظر بودہ

ترجمہ

اگر چاہتا ہے وصل اُسکا تو در دریت پھر حافظ
حریف مست وحدت بنکے میخانے رہو حافظ
تو بیخود وہی میرا سخن آخر سنو حافظ
حضوری جبکہ چاہتا ہے تو پھر غائب ہو حافظ
ملیگا یار جب چھوڑیگا تو دنیا ے فصل کو

جب آپ پھر خواجہ بزرگوار علیہ الرحمتہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ خدائی عنایتوں نے آپ کو اس مکان میں آنے کی یاوری بخشی۔ نہیں تو بہت سے منصور مشرب اس فنا کے دریا میں غرق ہوگئے ہیں اور جان بچا کر نہیں نکلے اور اس وقت حضور اعلیٰ نے آپ کو شعر گوئی سے منع کیا۔ کہ اس کے شغل میں پڑ کر مطلب اصلی گم ہوجاتا ہے حضرت خواجہ بزرگوار کی نظر منظور ہوکر

محض بہ عنایت از توحید وجودی بہ
مرتبہ توحید شہودی رسیدند و بمقامات
عالیہ و درجات متعالیہ فائز شدند۔ در
ساعتے کہ مشتری از وکسب نماید
حضرت اعلیٰ را خلعت اجازت کاملہ
پوشانیدہ بہ پنجاب کہ وطن مالوف
آن حضرت بود رخصت فرمودند۔

اجازت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدانند کہ سالک مادام کہ فنائے جذبی ع
کہ معتبر بہ عدم است سیرے کند در راہ
است یحتمل کہ بہ عارضے بار بہ وجود
بشریہ عود کند۔ و این فنا جذبی د
عدم تا بہ نہایت سیر الی اللہ است
و سیر الی اللہ عبارت از قطع مقامے از

محض عنایت ربانی سے توحید وجودی سے
توحید شہودی میں پہنچ گئے اور اعلیٰ مقامات
کے مالک ہو گئے۔ جب کہ ستارہ مشتری
کا دور تھا۔ حضرت اعلیٰ کو اجازت نامہ
کاملہ کی خلعت سے ممتاز فرما کر پنجاب کی
طرف جہاں آپ کا آباؤ اجدادی وطن
تھا رخصت فرمایا

اجازت نامہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا
ہے العزیز و جانو۔ کہ سالک جب تک کشش
فنا میں جس کو ہم عدم کہتے ہیں سیر کرتا
ہے ابھی وہ راہ میں ہے۔ ممکن ہے کہ کسی
روکاوٹ سے پھر بشریہ وجود میں واپس
لوٹ آوے اور فنا جذبی کا انتہا سیر الی اللہ
تک ہے اور سیر الی اللہ سے مراد یہ ہے کہ مکان

ع دیکھو صفحہ ۸۰ مرآۃ المحققین
در بیان معنی فنائے جذبی و
فنائے مطلق ۔

از مقامات دایرہ امکان ست۔ و
چون سالک تمام مراتب دایرۂ امکان
راطے کردہ بہ نقطہ نہایت آن رسید
پس سیر الے اللہ تمام شد و فنائے مطلق
حاصل گردید۔ و بہ تحقق موصلت بحق
سبحانہ تعالے پیدا کرد و رجوع بہ
بشریت ممتنع شد۔ ماجع من رجع
الا من الطریق و من وصل
لا یرجع۔ پس فضائل و ستگاہ
سیادت پناہی سید حسین شاہ بفضل
حق سبحانہ تعالے بعد حصول جذبۂ
احدیت تمامی دایرہ امکان راطے
نمودہ و سیر الے اللہ را باتمام رسانیدہ
فنائے مطلق حاصل کردہ از حد مرید گذشتہ
مراد گردیدہ است و در سیر فی اللہ

کے دایرے کے مقامات سے ایک مقام کا
قطع کرتا ہے اور فقیر جب امکان کے تمام
مراتب کو طے کر کے نہایت کے نقطہ پر پہنچ
جاتا ہے وہاں سیر الے اللہ بھی ختم ہو
جاتا ہے اور فنا مطلق حاصل ہو جاتی ہے
اور اس مقام پر خدا تعالے کے ملنے کا موقعہ
آجاتا ہے پھر بشریت کی طرف واپس آنا
معدوم ہو جاتا ہے۔ جو پھرتا ہے راستہ سے
مڑ سکتا ہے اور جو مل گیا پھر وہ واپس نہیں آتا
پس بزرگون کی پناہ والے اور سرداری کی طاقت
والے سید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالے
کی مہربانی سے احدیت کی کشش کے حاصل
کرنے کے بعد امکان کے دایرہ کو پورا طے کیا
اور سیر الے اللہ کو بھی پورے طور پر ختم کر کے فنا مطلق
حاصل کی آپ مرید کے درجہ سے مراد کے درجہ پر پہنچ کر اب

داخل شدہ است و این سیر را نہایتے
نیست - ہر کس از عارفان علےٰ
تفاوت الدرجات بہ حسب استعداد
خود دریں سیر نہایت حاصل نمودہ
است۔ کہ فوق آن او متصور نیست
و سید حسین شاہ استعداد آن دارد
کہ اگر کسان باو بیعت نمودہ داخل طریقہ
علیہ نقشبندیہ شوند - بہ فیوضات عالیہ
مستفید خواہند گردید و سید حسین شاہ
اگر کسان را بہ شرط استخارہ و فتوے
دلی بشرط تبری از ریا و سمعہ و عجب
داخل طریقہ نمایند مجاز است - اما لازم
ست کہ در حلقہ و اجتماع طالبان بقدر
احتیاج تعلیم و ترتیب نمودہ مدام در
بحر بجوئی من بطن الی بطن ومن بطن

اور سیر فی اللہ میں داخل ہو گئے ہیں اور اس
سیر آلہی کی نہایت نہیں ہے - ہر ایک عارف
نے اپنی استعداد کے مطابق مختلف درجوں
سے اس انتہائی سیر میں ملکہ پیدا کیا ہے
اس سے زیادہ بڑھکر اور کوئی درجہ نہیں
اور سید حسین شاہ صاحب اتنی استعداد
رکھتے ہیں کہ اگر بندگان خدا میں سے کوئی طالب
آپ کی بیعت کرکے طریقہ علیہ نقشبندیہ میں
داخل ہو۔ بڑے بڑے فیضوں میں مستفید
ہوگا اور اگر سید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بعض احباب
کو استخارہ اور دلی اجابت اور ریا اور عجب
اور تکبر سے توبہ کرا کے طریقہ میں داخل کریں
تو مجاز ہیں لیکن یہ ضروری امر ہے کہ حلقہ اور
طالبوں کے اجتماع میں مناسب طور پر تعلیم اور
ترتیب کرکے آپ ہمیشہ خداوندی اوصاف کے دریا

ای بطن البطون مستغرق و فانی
باشند کہ اجتماع را بہ شرائط مذکورہ
در حصول مقصود تاثیریست عظیم۔
اَللّٰھُمَّ لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ
ھَدَیْتَنَا وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ
عَلٰی اَشْرَفِ الْخَلْقِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ
وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

احمد

اجازت نامہ حاصل کردہ بہ
فراوان نعمتہائے بہ وطن بازگشتند
مقدم شریف الیشان را سکنائے این
دیار مغتنم انگاشتہ بسیارے در سلک
ارادت حضرت خواجہ بزرگ در آمدند
وصحبت گرم شد۔ وحلقہ شغل ومراقبہ

ہیں بطن سے بطن دیگر اور اُس بطن سے
بطن البطون تک محو اور فانی رہیں
کیونکہ اجتماع کو شروط مذکورہ کے ساتھ مقصود
کے حاصل کرنے میں اثر عظیم ہے۔ اے مولا
ہدایت دینے کے بعد ہمارے دل ادہر اُدہر
نہ پھیر اور درود اور سلام خلقت کے برگزیدہ
محمد پر اور آپ کی آل اور تمام اصحاب
پر ہے۔

احمد

آپ یہ اجازت نامہ لے کر باطنی نعمتوں
کو حاصل کرکے اپنے وطن شریف میں تشریف
لائے آپ کی تشریف آوری کو ادھر کے رہنے
والوں نے غنیمت سمجھ کر حضرت صاحب کے
سلسلہ مریدوں میں داخل ہوئے اور صحبت
گرم ہوئی اور شغل اور مراقبہ کے حلقہ نے

انتہائی پذیرفت۔ ہنوز چندے نہ
برآمدہ بود۔ کہ دراثنائے گرمئ صحبت
عشق زیارت حرمین شریفین غلبہ
نمود و محبت روضہ منورہ رسول اللہ
علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ وسلام
استیلا کرد۔ چنانچہ یکبارگی بساط افاضہ
واستفادہ برچیدند۔ درایام غلبہ حالات
واردات کہ حضرت اعلیٰ را در صحبت مزید
المفاخرت حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ
رو نمودہ بود حضور حضرت سرور کائنات
علیہ التحیات والتسلیمات بتواتر شرف
افزا شدہ کہ در منامات و واقعات
باندک توجہ بحضور رسالت خاتمیت
علیہ وعلی آلہ الف الف صلوٰۃ وسلام
مشرف گشتہ۔ و در ہر امر کہ مباشرت

ایک عجیب وسعت حاصل کی۔ ابھی تھوڑے
ہی دن نہ گذرے تھے کہ آپ کے خیال شریف
میں زیارت حرمین شریفین کا ولولہ جوش
زن ہوا اور محبت وزیارت روضہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر ہزار
ہزار درود اور سلام ہو غلبہ کیا۔ چنانچہ اس
جوش میں یکدم ہی فیض کا بستر الپیٹ
دیا۔ غلبہ حالات واردہ کے دنوں میں جو
خواجہ بزرگوار سے آپ کو حاصل ہوئے تھے
حضور پُرنور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت متواتر ہوتی تھی اور عالم خواب
اور بیداری میں تھوڑی سی توجہ سے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور
میں آپ پر ہزار ہزار درود اور سلام ہو
شرف حاصل کر کے جس کام کی بابت

بدان سمکر دند۔ اجازت حاصل
مے شد۔ باوجود آنکہ بہ سبب کثرت
شوق متوجہ بجانب کعبہ گشتند۔ از
حضرت رسالت پناہی علیہ علے آلہ
صلوۃ وسلام درآن باب اجازتے
وازخداوند قبلہ پیر و مرشد خود اشارتے
نیافتہ۔ ازلب دریائے شور دوبار
بازگشتند۔ پس ہرگہ کہ بعد بلوغ
بمرتبہ تکمیل باجازت تعلیم طریقت
سرفراز شدہ بہ وطن مالوفہ خود مراجعت
فرمودند وہنگامہ بزم طالبان گرم
کردند۔ بیک ناگاہ از حضرت سرور
کائنات علیہ علے آلہ صلوۃ وتسلیمات
درباب ادائے حج کہ فریضہ عمر است
اشاراتے معلوم شد۔ چنانچہ سلسلہ

خواہش ہوتی تھی۔ عرض کر لیتے تھے اور
اجازت حاصل ہوجاتی تھی۔ حالانکہ آپ نے
نہایت شوق سے بیت اللہ شریف جانے
کا ارادہ کیا نہ تو حضور پرنور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت حاصل
ہوئی اور نہ ہی حضور قبلہ پیر اور مرشد سے
بشارت ہوئی اس لئے آپ دو دفعہ سمندر
کے کنارہ پر پہنچکر واپس تشریف لائے۔
اسلئے کچھ مدت آپنے واپس آکر طالبان محبت کو
شربت وصل پلایا اور اسرار طریقت کو تعلیم کیا
یک دم ہی آپ کو حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارگاہ سے فریضہ
حج کے ادا کرنے کے واسطے حکم صادر
ہوا۔ آپ کے شوق اور اشتیاق کا
سلسلہ

شوق و اشتیاق در جنبش آمد با وجود
قلت استطاعت و کمی زاد و راحلہ
و خوف سواری دریای شور و مہالک
دیگر قدم در راہ نہادند۔ چون در
سندھ شریف بسعادت پای بوس
حضرت حجۃ الاولیاء والاصدقاء قدس سرہ
مشرف شدند پیش ازانکہ ارادہ
خود اظہار نمایند حضرت خواجہ بزرگ
اذن در دادند۔ پس درین سفر وفور
برکات و شمول عنایات اللہ جلت شانہ
در خود دیدہ بعافیت از سواری جہاز
عبور کردہ بمنزل مقصود رسیدند
چون بہ شرف احرام مشرف شدند
دیدہ اند۔ کہ تمام دشت از نشیب و فراز
از انوار کعبہ مملو است۔ در ہنگام ظہور

حرکت میں آیا۔ گو طاقت نہ تھی۔ اور
خرچ راہ بھی کم تھا۔ اور سواری کا سامان
بھی کافی نہ تھا۔ اور دریائے شور کی موج
زنی بھی حائل اور سوائے اس کے اور بھی
خوفناک امور درپیش تھے سب کو طاق نسیان
میں رکھکر توکلاً علی اللہ چل پڑے اور جب
سندھ میں حضرت خواجہ بزرگوار کی خدمت شریف
میں باریاب ہوئے تو اس سے پہلے کہ
آپ اس معاملہ کا اظہار فرماویں حضرت خواجہ
بزرگوار نے حج کی اجازت عنایت فرمائی پس
اس سفر میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکتیں
اور بڑی مہربانیوں کے ساتھ خیر و خوبی او
آرام اور سکون سے جہاز پر سوار ہو کر منزل
مقصود پر پہنچ گئے جب آپ لباس احرام سے
مشرف ہوئے دیکھا کہ تمام جنگل کعبے کے انوار سے بھرے ہوئے

آثار بیت اللہ کیفیتے عظیم رونمودہ
است۔ ودر طواف قدوم نعرہ ہائے
بے اختیار زدہ بیہوش افتادند
ہرگاہ بسبب کمالِ اشتیاق والحاح
خواستہ اند۔ کہ چشمان خود را بمشاہدہ
جمال کعبۃ اللہ باز نمایند۔ انوار بہار
آن عالیمقام الیشان را فرو گرفتہ
در وجد والتہاب بجوش افتادہ گریبان
چاک کردہ بر آن خاکِ پاک غلطیدند
چنانچہ زائران حرم محترم از ملاحظہ احوال
عدیم المثال الیشان شیفتۂ اطوار جذبانۂ
مجنونانۂ ایشان گشتہ اند۔ علی الخصوص
مرزا سہگین بیگ ہندوستانی کہ دران
ہنگام در سلک ملازمانِ شریف مکہ
زادہا اللہ شرفاً منسلک بودند از

اور جب آپ پر بیت اللہ شریف کے انوار چمک
پڑے تو آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری
ہوئی اور طواف قدوم میں بے اختیار نعرہ
مارا اور بیہوش گر پڑے اور جب آپ نے
کمال شتیاق اور محبت سے چاہا کہ اپنی
آنکھوں کو کعبہ شریف کے جمال کے واسطے
کھولیں تو اس عالی علم کے انوار نے آپ کو
ایسا پکڑا۔ کہ وجد اور بیقراری میں آ گئے
اور کپڑے پھاڑ کر اس خاک پاک پر لڑکھنیاں
کھانے لگے۔ یہاں تک کہ حرم محترم کے زیارت
کرنیوالے آپ کے عجیب احوال دیکھنے سے
قربان ہو رہے تھے۔ خصوصاً مرزا سہگین بیگ
ہندوستانی کہ ان دنوں مکہ معظمہ زادہا
اللہ شرفاً کے ملازموں میں ملازم
تھے

دیدن حالات وجد و نعرہ ہاے
بلند ایشان کہ شبلی آسا از ایشان
سر بر میزدند از دل و جان مشتاق
و والہ ایشان گشتند۔ و در ایام اقامت
در مکہ معظمہ بوظایف خدمات قیام می
نمودند۔ فی الجملہ در مواضع متبرکہ ظہورات
عجیبہ و اسرار غریبہ مشاہدہ کردہ از
فیوض و مواہب ہر جا بہرہ یاب گشتند
و بدریافت حقایق مسجودیت و معبودیت
صرف حقیقت کعبہ حسنا مستفیض
گشتہ از مقام ابراہیم حظے وافر
گرفتند۔ و در وقوف بعرفات و
بنزول منزل منےٰ انوار و برکات ما لا
ولا تحصٰے دیدہ چنان معلوم کردند کہ
بفضل الٰہی حج مقبول و مبرور گردید

اُن کے عجیب حالات اور نعرہ دردناک جو
شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح آپ سے ظاہر ہوتے
تھے دیکھنے سے جان و دل سے قربان
ہو گئے اور جب آپ کو کچھ افاقہ رونما ہوتا
تو خدمت و وظایف بیت اللہ میں قیام
فرماتے۔ الغرض متبرک مقامات میں
عجیب عجیب ظہور اور غریب مشاہدہ کرکے
ہر مقام پاک کی برکتوں سے حصہ لیتے
رہے اور مسجود اور معبود ہونے کے حقائق
کو معلوم کرکے اور کعبہ شریف کی حقیقت
سے بہرہ یاب ہو کر آپ نے مقام ابراہیم
سے پورا حصہ حاصل کیا۔ اور عرفات کے
ٹھہرنے اور منیٰ میں اترنے سے وہ انوار
و برکات جنکو ہم نہ گن سکتے ہیں اور نہ شمار کر سکتے
ہیں حاصل کرکے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارا

اصل	ترجمہ
ولبعد از ادائے مناسک حج اسلام	حج مقبول ہوگیا ہے آپ فرائض حج کے اداکرنے
وشرائط وآداب آن متوجہ مدینہ منورہ	کے بعد مدینہ منورہ کی طرف متوجہ ہوئے
شدند۔ ودراثنائے توجہ بزیارت	اور راستہ میں شوق حضور پُرنور
حضرت رسالت پناہی صلے اللہ علیہ	صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مین
وآلہ وسلم این مناجات انشاد کردند	یہ مناجات تحریر فرمائی ہے ؎
ہستم سگِ جنابت یا سید المدینہ	سگ ہوں میں تیرا دربان یا سید المدینہ
جانم فدائے خاکت یا سید المدینہ	میری جان ہو تجھ پہ قربان یا سید المدینہ
مسکین و مستمندم محزون ودردمندم	عاجز ہوں بے نوا ہوں دردوں میں مبتلا ہوں
سوزندہ چون سپندم یا سید المدینہ	ہرمل مثل ہوں سوزاں یا سید المدینہ
غرقم بہ بحر غفلت دربند حرص وشہوت	ڈوبا ہوں بحر غفلت حرص و ہوا کا قیدی
دارم زجرم کسوت یا سید المدینہ	پُر ہے جرم سے دامان یا سید المدینہ
از بار نفس ملعون جان و دلم خورد خون	نفس لعین سے میرا دل خون ہو رہا ہے
مضطر شدست محزون یا سید المدینہ	مضطر ہوا ہوں نالان یا سید المدینہ
در مرض حرص جانم شد مبتلا چنانم	مرض حرص میں میری جان مبتلا ہے ایسی
چارہ ازو ندانم یا سید المدینہ	درمان سے ہوں میں نادان یا سید المدینہ

بے حد گناہ گارم جائے امان ندارم
شرمندہ شرمسارم یا سید المدینہ
بہر دوا دویدم در حضرت رسیدم
چارہ دگر نہ دیدم یا سید المدینہ
این بے عدد جرائم مرضیست لادوائم
فریاد مے نمائیم یا سید المدینہ
یا ہادیے ہدایت یا شاہ ذوالعنایت
جان و دلم فدایت یا سید المدینہ
یا شاہ کون و امکان دست کرم بجنبان
از قید نفس برہان یا سید المدینہ
تو کس بیکسانی غم خوار عاجزانی
سردار انس و جانی یا سید المدینہ
این آہ و ہم فغان ہا بشنو ز حال ما ہا
اے شاہ دین پناہا یا سید المدینہ
یا شاہ ذوالوقارا این بیکسے سارا

مجرم ہوں سخت عاصی شرمندہ پر معاصی
بے زاد راہ سامان یا سید المدینہ
دوڑا ہوں میں دوا کو حضرت سے التجا کو
دارو کے در منداں یا سید المدینہ
بے حد جرم سے میری یہ مرض لادوا ہے
فریاد ہے یہ ارمان یا سید المدینہ
اے ہادیئے ہدایت لطف و کمال والے
دل و جان سے تجھ پہ قربان یا سید المدینہ
اے دو جہان کے شاہا دست کرم سے کیجو
قید نفس سے شادان یا سید المدینہ
اے بیکسوں کے والی اے عاجزوں کے حامی
سردار جن و انسان یا سید المدینہ
اے دو جہانکے شاہا ہیہات حال میرا
آہ و فغان و نالان یا سید المدینہ
اے بادشاہ عزت للہ نظر کرم کی

اصل	ترجمہ
نظرے بکن خدارا یا سید المدینہ	بر حال ما غریبان یا سید المدینہ
ہستم سگ سگانت مشتاق آستانت	ہوں چاکروں کا چاکر مشتاق تیرے در کا
مسکین و مدح خوانت یا سید المدینہ	عاجز ہوں میں ثنا خوان یا سید المدینہ
خواہم ز تو ہدایت ہر دم کنم ثنایت	صفت و ثنا میں تیرے ہر دم ہے یہ بندہ
سر افگنم بپایت یا سید المدینہ	قدموں پہ سر ہو قربان یا سید المدینہ
در ذوق شوق مولا کن مست بیخودم را	در ذوق شوق مولا بے خود و مست کردو
باشم نوائے ویلا یا سید المدینہ	ہر دم ہو آہ و نالان یا سید المدینہ
دیگر سرم فدایت یابم شرف لقایت	قدموں میں ہو حضوری پاؤں شرف لقا کے
باشم حضور پایت یا سید المدینہ	سر ہو یہ میرا قربان یا سید المدینہ
عرض حسین مسکین بپذیر یا شہ دین	عرض حسین مسکین کیجو نظر کرم کی
کن رحم و حال ما بیں یا سید المدینہ	بر حال ما غریبان اے سید المدینہ
چون بمدینہ منورہ رسیدہ اند بمجرد	جب آپ مدینہ منورہ میں پہنچے۔ روضہ
ملاحظہ آثار روضہ معطرہ نعرہ ہا زدہ	پاک کے دیکھتے ہی نعرہ مارا اور بیہوش
بیہوش افتادہ و در آداب زیارت	ہوکر گر پڑے اور روضہ منورہ کی زیارت کے
روضہ مطہرہ و مسجد نبوی مبارک	آداب بجالانے اور مسجد نبوی مبارکہ

زمان زمان از خود رفته بر زمین غلطیدند
باوجودیکه انوار صحابه و اہلبیت نیز دران
مقام تابان بودند۔ از غایت استغراق
التفات نمود در انوار نبوی بہ دیگرے
نتوانستند۔ اتفاقاً مرزا صاحب
سنگین بیگ درآنوقت نیز بہ
مدینہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
رسیدہ حضرت اعلیٰ قدس سرہٗ را
بہمان حالت در لجہ وجد و التہاب
مستغرق دریافت و التماس نمود
کہ در سلک ارادات ایشان منسلک
گردد۔ حضرت اعلیٰ عریضہ محتوی نیازمندیہا
درباب قبول ایشان بہ جناب پیر
دستگیر خود برنگاشتہ دلالت نمودتا
در سندھ شریف رسیدہ از

کے دیکھنے میں بارہا بیہوش ہو جاتے اور
پڑتے۔ گو اس مقام پاک میں اہلبیت اور
صحابہ کے نور بھی چمکتے تھے۔ مگر آپ بباعث
استغراق کے انوار نبوی کے مقابلہ میں
اور کسی طرف دھیان نہ کرتے تھے اتفاق
اُن دنوں مرزا سنگین بیگ بھی مدینہ
منورہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیا
تھا۔ حضرت اعلیٰ کو اللہ تعالے آپ کا بھید
پاک کرے تمام حالت اور وجد میں نہایت
محو پایا۔ عرض کی کہ اس خاکسار کو مریدوں کے
زمرہ میں شامل کر دیں۔ آپ نے ایک عریضہ
جو نیازمندی سے پر تھا اُن کی بیعت
کے واسطے اپنے پیر حضرت دستگیر کی خدمت
میں لکھا۔ اور مرزا صاحب کو کہا۔ کہ
سندھ شریف میں . . .

حضرت خواجہ بزرگ دریافتند آنچہ دریافتند
پس چون در ایام اقامت بہ مدینہ
سکینہ حضرت اعلیٰ قدس اللہ سرہٗ
بتوالی و تواتر عنایات عظیمہ و
عطایاے فخیمہ از آن حضرت صلے
اللہ علیہ و آلہ وسلم دریافتہ الطافات
و عنایات بے غایات بحال خود دیدند
عزم بالجزم نمودند کہ بقیۃ العمر در
مدینہ مقدس معتکف نشینند دریں
اثناے دیدند۔ کہ حضرت محبوب
رب العالمین علیہ و علے آلہ الف الف
صلوٰۃ و سلام تشریف فرما شدند
درحالیکہ انوار عظیمہ بر آن حضرت
متلالی ست۔ فرمودند۔ کہ شمارا بہ
وطن مالوفہ باید رفت۔ تا اہالی آن

حضور اعلیٰ کی خدمت میں حاضر ہو جاویں
پس مرزا صاحب نے وہان پہنچ کر جو کچھ
پایا سو پایا۔ حضرت اعلیٰ نے مدینہ شریف
مین رہکر بڑی بڑی نعمتیں متواتر آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حاصل کین۔
آپ نے ان عنایتون کو دیکھ کر پختہ ارادہ
کر لیا۔ کہ باقی عمر حضور صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی خدمت میں گذارین۔ ابھی یہ
خیال دل میں گذرا ہی تھا۔ کہ حضور پُر
نور رسول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ آپ
پر ہزار ہزار درود و سلام ہو تشریف
فرما ہوئے حالانکہ حضرت شاہ صاحب پر
کئی قسم کے نور چمک رہے تھے آن حضور
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زبان درفشان
سے فرمایا کہ عزیز آپ کو اپنے وطن مین جانا لازم ہے

اصل | ترجمہ

دیار بہ دولت برکت کثیر المنفعت تو
بہ فوائد مستفید گردند و اعالی و ادانی
روزگار بسعادت ملازمت تو بہ مواہب
جدیدہ بہرہ مند گردند و زمرۂ گم گشتگان
بادیہ ضلالت از فروغ انوار ہدایت
یابند ۔ و تشنگان وادی جہالت
از زلال واسطہ تو سیراب باشند
بدریا آب شیرین بہر آن ست
کہ از وے تشنگان سیراب گردند
نہ چون گوہر کہ در معدن بہفت
بجان در کشد تا مشنا یاب گردند
حضرت اعلیٰ قدس سرہ بہ عرض
رسانیدند کہ مجاورت درگاہ جہان
پناہ و ملازمت بارگاہ عالم آرام
کام مقصود دل و جان من ست

تاکہ اس ولایت کے لوگ آپ کی برکت
اور نظر کیمیا اثر سے فائدہ حاصل کریں اور
زمانہ کے خورد اور بزرگ اور غریب اور دولتمند
آپ کی ملازمت حاصل کر کے بہرہ مند ہو
جاویں اور کئی گمراہ آپ کی ہدایت سے
راہ راست پر آ جاویں ۔ اور جہالت کے
جنگل کے پیاسے آپ کے میٹھے پانی سے
سیراب ہو جاویں ۔ یہ دریا میں میٹھا
پانی اس لئے ہے کہ پیاسوں کی پیاس اس
سے بجھے ۔ موتی کی طرح کان میں ایسا نہ
چھپنا چاہئے کہ اس سے کم ملے سے
تنگ ہو جاویں ۔ آپ نے عرض کی کہ
میرے دل اور جان کا آرام آپ کے دربار
گوہر بار میں رہنے
سے ہے

نمی خواہم کہ ازین درِ دولت مہجور
باشم باز فرمودند کہ درین حکمتے
ست عجیب کہ بر آن مطلع نۂ۔ البتہ
مے باید کہ برین راضی شدن۔ و
در وطن خود سکونت پذیرفتن کہ
اکثر مردمان آن جا را از تو فیض
رسد و از برکت دامن تو چنان
عزیزے سر برزند۔ کہ ہمچون آفتاب
عالمتاب از انوار ہدایت او عالم
عالم روشن گردد میفرمودند کہ
در آن وقت حضرت اعلیٰ قدس سرہٗ
را بہ خاطر آمد کہ در دیار پنجاب
ہیچ عزیزے سا بر مسند اکمال دریں
روز با جلوہ افروز نیست کہ بوئے
صحبت در رزد حضرت رسالت۔

میرا دل نہیں چاہتا کہ یہاں سے دور جا
پڑون۔ پھر حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اس میں عجیب حکمت ہے جس
کی آپ کو خبر نہیں۔ ضرور اس امر پر راضی
ہونا چاہئے اور وطن مالوف کو واپس جانا
چاہئے کیونکہ بہت سے لوگوں کو آپ سے
فیض ملے گا۔ اور آپ کے دامن کی برکت
سے ایک ایسا عزیز پیدا ہوگا۔ کہ سورج روشن
بھی اس کے نور سے حصہ لیگا پھر آپ کے
دل مبارک میں خیال پیدا ہوا کہ پنجاب کی
ولایت میں کوئی ایسا آدمی نظر نہیں آتا
جس کی صحبت سے فیض حاصل ہو
حضور انور صلی اللہ
علیہ وآلہ
وسلم

اشارت بود از ظہور قیوم العالم سیدنا علی
نفعنا اللہ بسرہ الخفی والجلی

خاتمیت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام
بنور نبوت مشرف شدہ فرمودند
وقتیکہ شمارا شوق وتعطش ملاقات
ارباب کمال دامنگیر گردد۔ در علاقہ
گڑھی کریالی موضع سوال است
درآن مقام جامع مجمع افضال اجلہ ارجا
مسمّٰی بہ حافظ محمود علیہ رحمت سبالودی
زیب سکونت دارند۔ رشحۂ از زلال
وصال او درکامِ سال باید کرد ہمین
فرمودہ مرخص شدند ورخصت دادند
پس چون این مقولہ از حضرت رسالت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم درگوش رسید
ہمان وقت چشم گریان ودل بریان
از مدینہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام آمدند
وہنگام معاودت ثانیاً بسعادت طواف

ختم کرنیوالے رسالت کے اور برگزیدہ
نبیوں کے آپ پر درود اور سلام ہو
فرمایا۔ کہ جب آپ کو کسی خدا رسیدہ
کے ملنے کا اشتیاق ہو۔ تو آپ گڑھی
گھریالی کے علاقہ میں جایا کریں۔ وہاں
ایک موضع سوال ہے اِس جگہ سب
فضیلتوں کے جامع اور بزرگوں کے بزرگ
حافظ محمود رحمۃ اللہ علیہ سکونت رکھتے ہیں
اُن کے آب شیرین سے لذت اُٹھایا
کریں یہ فرما کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم تشریف لے گئے اور اجازت
دے گئے۔ جب آپ کو دربار نبوی سے یہ
پیغام ملا۔ تو آپ چشم گریان اور دل
بریان لے کر مدینہ منورہ سے نکل پڑے
اور واپسی پر دوسری دفعہ کعبہ شریف

کعبہ وتقبیل حجر اسود شرف بودہ
وعنایات بزرگ از دیار کعبہ گزشتہ اند
شدند۔ وازآن دیار سرابسر اسرار
براہ دریا گذشتہ در دیار مطلع انوار سندھ
شریف ملازمت خواجہ بزرگوار دریافت
واقتباس انوار عظیمہ نمودہ بوطن
مالوفہ روے نہادند۔ چون حدود پنجاب
را از قدوم فیض لزوم رونق بخشیدند
پس پرسان احوال باکمال حافظ
محمود علیہ الرحمۃ الودود روح اللہ
روحہ گردیدہ برلب دریاے جہلم کما
اشار النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حافظ
موصوف رامتحلی بحلیہ کمال واکمال
دریافتند۔ کہ باوجود سرعت سیر زینت
مرادانہ از ہر مایدہ فایدہ تمام واز

کہ کا طواف زیارت کیا۔ اور حجر اسود
کو چوما اور کعبہ شریف کی زیارت سے فارغ
ہو کر روانہ ہوئے اور جہاز پر سوار ہو کر ولایت
سندھ شریف مین حضرت خواجہ بزرگوار
کی خدمت بابرکت مین شرفیاب ہوئے
اور وہان سے فوائد عظیمہ حاصل کرکے
وطن مالوفہ کی طرف تشریف آور ہوئے جب
حدود پنجاب کو فیض بخش قدمون سے
شرف فرمایا تو آپ حسب ارشاد نبوی صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم دریاے جہلم کے کنارہ پر پوچھتے پوچھاتے
حافظ موصوف کو ملے۔ حافظ صاحب کمالیت
کے زیور سے آراستہ اور پیراستہ تھے
باوجودیکہ آپ کی سیر نہایت تیز تھی تاہم
مردانہ وار ہر مقام سے فائدہ تام رکھتے
تھے اور . . .

هر مقامے نعمتے ما لاکلام فرا گرفته به
منزل مقصود واصل شده اند و تقریبًا
فرمودند که در اواخر سلوک به تجلی
صمدی نیز متجلی گشتند۔ و آن مقامے
ست که در آن جا احتیاج اکل و شرب
از سالک برخیزد۔ چنانچه در مقامات
قدوة الکاملین۔ حضرت بدیع الدین
ملقب به شاه مدار مذکور ست۔ که در تجلی صمدی
تا دوازده سال طعام نخورده اند
لباسے که یکبارے پوشیدند دیگر
احتیاج شستن نه شد پس در غلبه
آن حال حضرت حافظ محمد به
کلی از خوردن و آشامیدن باز ماندند
چندانکه حضرت خواجه سیدی مولائی در آن
حالت به خوردن و آشامیدن اشارت

منزل مقصود پر پہنچ چکے تھے اور یہ بھی
معلوم ہوا۔ کہ آپ مقام تجلی صمدی پر
فائز المرام ہو چکے ہیں یہ وہ مقام
ہے کہ جہاں عارف کو کھانے پینے
کی پرواہ نہیں رہتی۔ جیسا کہ حضرت شاہ
بدیع الدین صاحب شاہ مدار کے تذکرہ
میں آیا ہے۔ کہ آپ نے تجلی صمدی
میں بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا
اور جو لباس وہ پہنتے تھے۔ وہ میلا
نہیں ہوتا تھا۔ صاحب موصوف۔
حافظ صاحب کھانے پینے کو
بالکل چھوڑ چکے تھے اور حضرت شاہ
صاحب ہر چند کھانے اور پینے کا
کا اشارہ کرتے تھے۔

ترجمہ	اصل
مگر آپ لاپرواہ تھے۔ یہاں تک کہ ان کی مدت مغلوبیت تجلی صمدی کی دنوں سے گذر کر مہینوں تک جا پہنچی۔ آپ نے حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ حضرت آپکو اتباع رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لازم ہے۔ جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے ورنہ بندہ پھر خدمت میں حاضر نہ ہوگا۔ پھر اپنے ہاتھ میں ایک لقمہ اٹھا کر آپ کے دہان مبارک میں رکھا۔ اور ہر روز ایک لقمہ کھلانا مقرر کر دیا۔ اور ہمت باطنی سے بھی توجہ کی۔ آہستہ آہستہ آپ کو کھانے کی خواہش پیدا ہوگئی۔ اس کھانے وجہ سے آپ کو مقامات پر زیادہ ترقی ہوئی	میکردند۔ فایدہ نے داشت تاکہ مدت مغلوبیت ایشان درآن سال از ایام بہ ور شہور انجامید آخر الامر حضرت خواجہ بزرگ قدس سرہٗ سیدی ومولائی طعام را طلبیدہ فرمودند کہ اقتدائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آنے مے باید۔ کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ اند وگرنہ پس ازیں در صحبت نخواہم بود۔ و درآنوقت بدست مبارک خود لقمہ در دہان مبارک ایشان نہادند ویک لقمہ مقرر کردند کہ در یک روزے بخورند وہمت باطنی درکار کردند تا رفتہ رفتہ میل بطعام پدید آمد۔ وزآن مقام ترقی دست داد ومیفرمودند

که نهایت وصول سالک تا عین ثابته
وغایت حصول عارف تا بصور علمیه
مے باشد واین مقام کاملان اہل ولایت
ست وبرخے را باشد که ازیں مرتبه
عبور نموده به منزل مقصود رسند
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ
تاریخ وفات از حضرت امام علی شاہ
قدس سرہٗ که در تاریخ وفات پیر
دستگیر خود تحریر فرموده اند۔
در ماہِ صفر چو حضرت مخدومی
بنمود سفر زین دائرہ موہومی
تاریخ وفات پیر کامل و اکمل
دل گفت بگو که مرشد مخدومی
۱۲۴۴ھ

آپ فرماتے تھے کہ سالک کی انتہا عین
ثابتہ تک ہوتی ہے اور عارف کی صور
علمیہ تک ۔ اور یہ مقام عارفان کامل
اور اہل ولایت کے ہوتے ہیں اور بعض
ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اس مرتبہ سے گذر کر
منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں یہ فضل اللہ
کا ہے دیتا ہے جسکو چاہے ۔ تاریخ وفات
جو حضرت امام علی شاہ قدس سرہٗ نے اپنے پیر دستگیر
حضرت حاجی الحرمین الشریفین سید حسین شاہ صاحب
کے وفات شریف میں تحریر فرمائی ۔
میرے حضرت مخدوم نے ماہ صفر میں
اس دائرہ موہوم سے سفر فرمایا جی نے
چاہا کہ تاریخ وفات پیر کامل و اکمل کی کہو ۔
۱۲۴۴ھ


یا اللہ

مرآۃ المحققین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علیٰ نعمائہ الشاملۃ و علیٰ
آلائہ الکاملۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ
سید الدارین و رسول الثقلین و
نبی الکونین و خاتم الانبیاء والمرسلین
امام الاتقیاء والنجباء والاصدقاء الکاملین
و شافع یوم الجزاء و مالک قاب قوسین
او ادنیٰ و صاحب اللواء اعنی
محمد المصطفیٰ ثانیاً علیہ من الصلوٰۃ
افضلہا و من التحیات ازکٰہا

سب ثناء واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے اُسکی
اُن نعمتوں پر جو شامل ہونیوالی ہیں اور اُس
کی اُن نوازشوں پر جو کامل ہیں اور تمام
درود و سلام دو جہان کے سردار زمین اور
آسمان کے نبی جن و انسان کے رسول جو ان
اور رسولوں کے ختم کرنیوالے اتقیا نجبا اصدقا کاملین
کے سردار روز قیامت کے شفیع مرتبۂ اعلیٰ[1] قاب قوسین او
ادنیٰ کے مالک صاحب لواء الحمد یعنی سیدنا محمد المصطفیٰ
پر اُسپر بہتر صلوات اور پاکیزہ تر تحائف

[1] قاب قوسین او ادنیٰ لغت میں دو گوشہ کمان کے مل جانے کو کہتے ہیں۔ مراد نہایت قرب ہی ہے۔ او ادنیٰ یعنی یا اس سے بھی نزدیک ۔

والتسلیمات اکملہا ومن البرکات اتمہا وعلے آلہ واصحابہ الطیبین وعلے جمیع عباد اللہ الصالحین الی یوم الدین۔

اما بعد این رسالہ ایست مسمٰے بہ مرآۃ المحققین۔ کہ جمع کردم چند کلمات مختصر۔ این نسخہ را بجہت سالکان راہ خدا و طالبان طریق مولے۔ اگرچہ قال این احقر العباد مطابق حال نیست ومنتفع شدن مردمان از خشک قال امر ایست محال۔ چراکہ کلام اولیاء و اتقیاء ذی روح و پرمغز باشد وکلام ما مردم عصاۃ سراسر پوست بے مغز لیکن بر فضل و

اور کامل تر تسلیمات اور بہت بڑہنے والی برکتین نازل ہون اور اُسکی آل پاک اور صحابہ کرام اور اللہ کے تمام نیک بندون پر قیامت تک

بعد حمد اور صلوۃ کے یہ رسالہ بنام مرآۃ المحققین ہے۔ مین نے اس رسالہ کو سالکان راہ خدا۔ اور طالبان راہ مولے کے واسطے صرف چند کلمات مین جمع کیا ہے۔ اگرچہ میرا کہنا احوال کے مطابق نہیں اور خشک باتون سے لوگون کا بہرہ یاب ہونا امر محال ہے۔ کیونکہ اولیا اللہ کی کلام جاندار اور لطیف ہوتی ہے۔ اور ہم گنہگارون کی کلام سراسر پوست بے مغز ہے تاہم بر فضل و

کرم او سبحانہ تعالے جلشانہٗ و
توجہات آن سرور کائنات علیہ التحیات
والبرکات و پیران طریقت عظام
امیدوار ہستم کہ بہ برکت این کلمات
محض بہ فضل او
سبحانہ شاید کسے طالبے
کامیاب شود۔ و این احقر نیز بہ
منزل مقصود کہ عبارت از اطمینان
نفس و مشرف شدن بہ اسلام
حقیقی ست۔ برسد ؎
از کریمان کارہا دشوار نیست
مِنَ الْکِرَامِ لِلْاَرْضِ نَصِیْبٌ
المقصود آنکہ طالب حق را بعد از
مشرف شدن بہ پیر طریقت خویش
لازم۔ بلکہ فرض عین ست کہ صحبت

کرم حق سبحانہٗ و تعالے جلشانہٗ اور
توجہات آن حضور صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم و پیران طریقت امیدوار
ہوں۔ کہ ان کلمات کی برکت سے
اور اللہ کے فضل سے کوئی طالب
سعادت مند کامیاب ہو جاوے
اور اس عاجز کو بھی منزل مقصود
وصول ہو۔ اور منزل مقصود سے ہماری
مراد یہ ہے۔ کہ نفس کو اطمینان ملجاوے
اور اسلام حقیقی حاصل ہو جاوے ؎
کریموں سے کوئی کام مشکل نہیں ہے
اور بزرگوں سے زمین کا بھی حصہ ہوتا
ہے الغرض طالب حق کو پیر کے ملنے کے
بعد لازم بلکہ فرض عین ہے کہ اس کی
خدمت میں رہے۔

اورا اختیار کند۔ اگر دوام صحبت بحصول
نہ پیوندد۔ عمل کردن بر کلام اولیائے
سلف قدس اللہ اسرارہم ومطالعہ
او ہم کار صحبت پیر طریقت او مے
کند۔ کہ کلام این سادات ذی روح
ست۔ واین قلیل البضاعت از
خرمنہائے ایشان خوشہ چینی کردہ
این کلمات را بمنصۂ ظہور آوردہ
انشاء اللہ تعالیٰ طالب صادق را ثمرۂ
کمال و جمعیت خاطر۔ خاطر خواہ خواہد
بخشید بمنہ وکمال فضلہ۔
بدانکہ اول طالب را باید۔ کہ از
صحبت اہل تفرقہ یعنی از صحبت اہل
دنیا کہ داخل طریقت نہ باشند و محبت
خدا نداشتہ باشند و دل آنہا

اگر ہمیشہ نہ رہ سکے۔ تو اولیاء کرام
کی کلام پر عمل کرے۔ کیونکہ اُن کا
کلام ہی پیر کی صحبت کا فائدہ دیتا
ہے۔ ان بزرگون کا کلام زندہ اور
جاندار ہوتا ہے اور یہ کم سرمایہ
اُن کے کھلیان سے خوشہ چینی
کرکے ان مختصر کلمات کو جمع کرتا ہے
انشاء اللہ تعالیٰ الیقین ہے کہ سچے
طالب کو دل کی جمعیت اور پائدار
زندگی حاصل ہوگی۔ فضل اور احسان
مولا کریم کے سے۔
اول طالب کو چاہئے۔ کہ اہل دنیا
کی صحبت سے یا اُن لوگون کی
صحبت سے جو کسی طریقہ میں داخل
نہ ہوں او محبت خدا تعالیٰ کی نہ رکھتے ہون

محبت ماسوائے اللہ گرفتار باشد
و در اشیا و اسباب دنیوی و امور
لاطائل متفرق و پراگندہ باشد بگریزد
و عزلت اختیار کند و خاموشی گزیند
کما قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اِنَّ لِلْعِبَادَةِ عَشَرَةَ اَجْزَاءٍ
تِسْعَةٌ مِنْهَا فِی الصَّمْتِ ۔
فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کہ برائے عبادت دہ حصہ است و
نہ از آنہا در خاموشی ست و خاموشی
بے عزلت حاصل نے شود پس
طالب را اہم مطالب عزلت ست
چون عزلت را اختیار کرد۔ پس
خاموشی کہ مجمع نہ حصہ عبادت ست
این را حاصل مے شود پس ہمہ

اور اُن کا دل محبت ماسوائے اللہ میں
گرفتار ہو۔ اور دنیاوی اسباب اور
بیہودہ کاموں میں مصروف ہوں۔
دور رہے اور چپ اختیار کرے اور گوشہ
نشینی کرے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ عبادت
کے دس حصے ہیں۔ اُن میں سے نو حصے
خاموشی میں ہیں ۔ اور خاموشی گوشہ
نشینی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔
پس طالب کو بڑا ضروری کام گوشہ
نشینی ہے۔ جب گوشہ نشینی اختیار
کی۔ تو خاموشی جس کو ہم نو حصہ سے
تعبیر کرتے ہیں۔ حاصل ہو گئی۔ پس تمام
دس حصہ
عبادت

حصہ عبادت مع عزلت او را حاصل آمد
چنانچہ بزرگے در حق عزلت فرمودہ ست
ع روئے در دیوار کن تنہا نشین
از وجود خویش ہم خلوت گزین
دیگر مے باید کہ ہر ذکرے و فکرے کہ
از پیر طریقت خود اخذ نمودہ ست
بر خود لازم۔ بلکہ فرض عین دانستہ
بر آن کار کند و ہیچ وقت از اوقات
از آن خالی نباشد۔ تا ذکرے کہ
عبارت از یاد داشت ست او را حاصل
شود۔ و وصف ذاتی گردد۔ چنانچہ
سمع و بصر گردد۔ و او را ہیچ چیز زائل
نہ کند و مے باید کہ جمیع امور معیشت
خویش با و سبحانہ تعالیٰ تسلیم کند
و متوکل باشد۔ بشرطیکہ چشم طمع بر

گوشہ نشینی کے ساتھ اُس کو حاصل
ہو گئی۔ چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے
اکیلا بیٹھ اور منہ اپنا دیوار کی طرف کر
اپنے وجود سے بھی علیحدگی اختیار کر
دوسرا یہ چاہیے کہ جو ذکر اور فکر اپنے
پیر سے حاصل کیا ہے۔ اُس کی مداومت
ضروری سمجھے۔ بلکہ فرض عین سمجھ کر اُس
پر عمل کرے۔ اور کوئی ساعت یا کوئی
دم اس سے فارغ نہ ہو۔ یہاں تک
کہ وہ ذکر جس کی مراد یادداشت ہے
اُس کو حاصل ہو اور وصف ذاتی ہو
جاوے۔ یعنی سمع اور بصر ہو جاوے
اور اُسکو کوئی چیز نہ ہٹا سکے اور اپنے تمام
کام اللہ کے سپرد کرے اور متوکل ہو
جاوے۔ لوگوں کی مدد اور امداد کا

مردمان و امداد ایشان ندارد۔ بلکہ ہمہ امداد از سبحانہٗ و تعالےٰ وابستہ باشد و خود فارغ البال شدہ شب روز در یاد او باشد۔ و ہیچ وسوسہ نان و پارچہ را در دل خود راہ نہ دہد چرا کہ ہر چیز کہ روز ازل در قسمت این معین ست نہ کم ست و نہ بیش اگر کسب کند ہم میرسد و اگر نہ کند ہم میرسد۔ پس کوشش این بے فائدہ است اگرچہ کسب و جہد در کار دنیا سنت ست و خوردن از وحلال لیکن کسب و کار دنیا برائے سست اعتقادان ست نہ برائے طالبان مولا کہ ایشان را وسیلہ کردن بے او ہمہ کفر و شرک طریقت ست۔ مگر برائے شخصے کہ صاحب

کا خیال نہ رکھے۔ بلکہ جو کچھ ہو۔ اُس کو اللہ کی طرف سے سمجھے اور آپ فارغ اور با فرصت ہو کر اُس کی یاد میں رہے روٹی اور کپڑے کا خیال مطلق دل میں نہ آنے دے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جو چیز روز ازل میں اس کی قسمت کروی ہے وہ ضرور ملیگی نہ کم نہ زیادہ اگر وہ کوئی کام کرے تو بھی اور اگر نہ کرے تو بھی۔ کوشش بیفائدہ ہے اگرچہ کسب اور کوشش کرنا سنت نبوی ہے۔ اور اُس کے حاصل کا کھانا حلال مگر کسب کرنا سُست اعتقادون کا کام ہے۔ مولا کے طالبون کا یہ کام نہیں۔ کیونکہ اُن کے نزدیک اللہ کے بغیر وسیلہ پکڑنا طریقت کا کفر ہے۔ مگر اُس شخص کے

عیال باشد۔ و عیال او متوکل نہ
باشد۔ بقدر قوت یومیہ ایشان او را
کسب باید کرد۔ زیادہ حرص کردن
حرام ست۔ و اگر کسے برادر یا محب
او ممد کار قوت عیال او باشد آن
را از امداد ربانی دانستہ شب و روز
در یاد او مشغول باشد۔

اے عزیز نمے دانی۔ کہ جملہ انبیاء و
اولیاء علیہم السلام عبادت و یاد
حق را کسب خود دانستہ و جمیع ہم خود
در راہ او مصروف کردند۔ نہ در راہ
دنیا و معیشت او۔ و نیز بعضے اولیاء اللہ
کسب را بمعنے کسب در عبادت او
تعالیٰ و جہد در راہ او مقرر کردہ اند
چنانچہ حضرت مولانا جلال الدین رومی

واسطے کہ عیالدار ہو۔ اور اُس کا عیال متوکل
نہ ہو۔ روزانہ خرچ کے واسطے کام کر لینا
چاہئے۔ زیادہ طمع کرنا حرام ہے اگر کوئی
اور شخص مثلاً بھائی یا دوست اُس کے
عیال کے خرچ کا ذمہ وار ہو تو اُس کو
امداد ربانی خیال کر کے آپ خدا کی
یاد میں دن رات مشغول رہے۔

اے عزیز تو نہیں جانتا۔ کہ تمام انبیاء
اور اولیاء علیہم السلام نے خدا کی
یاد کو ہی اپنا کسب سمجھا ہے اور اپنی تمام
ہمتوں اور کوششوں کو اُسی کی راہ
میں خرچ کیا ہے۔ نہ کہ دنیا اور دنیا کے
گذارہ کی طرف۔ بعض اولیاء اللہ تو کسب
کے معنے عبادت کرنا ہی کہتے ہیں۔ چنانچہ
حضرت مولانا جلال الدین رومی ؒ

قدس اللہ سرہ العزیز در مثنوی شریف
در حکایت شتر و خرگوش کسب وجہد را
بر توکل ترجیح دادہ اند۔ مراد شان از
کسب عبادت وجہد در راہ خدا است
چنانچہ فرمودہ اند۔ ؎
فکرہا در کسبِ دُنیا بار دست۔
فکرہا در ترک دنیا وار دست۔
پس مے باید کہ در جمیع امورات دینی
و دنیاوی خویش حق تعالیٰ را جل شانہٗ
وسیلہ خود سازد و بر قسمت او راضی باشد
تا در زمرۂ مردانِ میدانِ رضا
داخل باشد و ثمرۂ عبادات کہ عبارت
از عبودیت ست این را حاصل گردد
و نیز لازم ست کہ دل خود را از جمیع
مرادات دینی و دنیوی خالی و پاک

قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتاب
مثنوی شریف میں اونٹ اور خرگوش
کی حکایت لکھی ہے اور کسب اور جہد
کو توکل پر ترجیح دی ہے آپ کی مراد
کسب اور جہد سے خدا کے راہ میں عبادت
ہی ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے ؎
حاصل کر یا میں فکر اُن کے سرد ہیں
اور ترک دُنیا میں فکر اُن کے وارد ہیں
پس چاہئے کہ دنیوی دینی تمام کاموں
میں اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا وسیلہ ٹھہراوے
اور جو کچھ اُس نے کردیا ہے اُس پر راضی
ہو۔ اگر ایسا کریگا تو رضا کے میدان کا مرد
بنجاویگا۔ اور عبادت کا پھل جس سے مراد عبودیت
ہے حاصل ہوجاویگا۔ اور یہی ہے کہ اپنے
دل کو تمام خواہشات دینی اور دنیوی سے

سازد و مراد و مقصود او جز جناب
حق سبحانہٗ و تعالے و رضاے او
دیگر نہ باشد۔ اگر بخورد بہ نیت قوت عبادت
بخورد۔ و اگر بپوشد بہ ستر عورت
و دفع ضرر سرما و گرما بپوشد نہ برائے
زینت کہ در وے نیت فخر بزرگی باشد
اگر خواب کند بہ نیت استراحت
و تندرستی باید کرد۔ نہ بہ نیت لذت
کہ آن مورثِ غفلت ست و از
دوام بیداری نیز آدمی مریض میشود
پس مے باید کہ بہ نیت آرام باشد
کہ از و تندرستی حاصل شود تا داخل
عبادت گردد۔ کہ در تندرستی عبادت
بوجہ احسن حاصل آید سبحان اللہ
خواب کہ محض غفلت ست این ہم

پاک رکھے اور اپنی مراد اور اپنا مقصود
اللہ تعالےٰ اور اُس کی رضا کے بغیر اور
کچھہ نہ رکھے۔ اگر کھاوے تو عبادت کے
واسطے قُوت کا دھیان رکھے اگر کپڑا پہنے
تو ستر عورت اور سردی اور گرمی کے بچاؤ
کیلئے پہنے۔ نہ زینت کیلئے۔ کہ اس میں نیت
فخر اور بزرگی کی ہو۔ اگر سووے تو آرام
اور تندرستی کو مدنظر رکھے لذت کا خیال نہ
ہو کیونکہ اِس سے غفلت پیدا ہوتی ہے
اور زیادہ جاگنے سے بچے۔ کیونکہ آدمی زیادہ
جاگنے سے بیمار ہو جاتا ہے پس چاہیے۔ کہ
نیت آرام کی ہو۔ کہ اِس سے تندرستی حاصل ہو جائے
تاکہ عبادت میں داخل ہو۔ اور تندرستی میں
عبادت اچھی طرح سے ادا ہو سکتی ہے سبحان اللہ
کہ نیند محض غفلت ہے۔ یہ بھی ۔۔۔

بہ نیک نیت داخل عبادت باشد
پس چوں ہمہ کار موقوف بہ نیت شوند
لازم ست کہ بے نیت رضاے حق
ہیچ کار نباید کرد۔ تا ہمہ کار ہا داخل
عبادت شوند۔ بدانکہ اصل و بنائے
ہمہ چیز نیت ست۔ اگر نیت نیک
ست آن عمل ہم نیک۔ ورنہ بد
کما روے عن عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ قال النبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اِنَّمَا الْاَعْمَالُ
بالنیات الی آخرہ فرمود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کہ نیست ہیچ
عملے مگر بہ نیت۔ لازم ست کہ ہیچ
دلے از دست و پائے و زبان و سمع
و بصر این شخص آزردہ نگردد۔ کہ اہل

نیک نیتی سے عبادت ہوجاتی ہے جب سب کام
نیت پر موقوف ہیں تو ضرور ہے کہ جو کام
کیا جاوے اُس مین خدا کی رضامندی
کو مدنظر رکھا جاوے تاکہ تمام کام عبادت
میں داخل ہوجاوین۔ جاننا چاہیے کہ تمام
چیزون کی بنا نیت پر ہے اگر نیت نیک
ہے تو عمل بھی نیک ہے ورنہ برا۔ حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے۔ کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ عمل کا دارمدار
نیت پر ہے۔ ضروری ہے۔ کہ اس کے
ہاتھ اور پاؤن اور زبان اور آنکھ سے
کوئی دل
آزردہ
نہو

شریعت و طریقت این را از گناہان
کبیرہ شمردہ اند۔ پس جنگ و جدال
کردن با مردم و غیبت و دشنام
دادن و دروغ گفتن این ہمہ باعث
آزردگی خاطرہاست و موجب نافرمانی
و آزردگی و بعد مولےٰ ست جل شانہٗ
و او سبحانہ تعالےٰ را برین سنت
جاری ست کسے کہ او را یاد کند
او ہم او را یاد کند۔ اگر باوجود نافرمانی
کسے او را یاد کند حق تعالیٰ او را
بالعنت یاد کند۔ پس باید ترسید۔ کہ
از وست ہمچنین کارے نشود۔ کہ
باعث آزار خلق و آزردگی خالق باشد
نشنیدۂ کہ فعل خلق اضطراریست
و فاعل حقیقی اوست جل شانہٗ پس

اہل شریعت اور طریقت نے اس آزردگی
کو گناہ کبیرہ میں شمار کیا ہے پس لوگوں
کے ساتھہ لڑائی اور جھگڑا کرنا اور گالی
گلوچ دینا یا گلہ اور جھوٹ بکنا یہ سب
دلوں کی ناراضگی کا باعث ہے اور
خداوند کریم جل شانہٗ کی دوری اور نافرمانی
کا موجب ہوتا ہے اور اُس مولا پاک
کی سنت اسی طرح جاری ہے کہ جب کوئی
اُسکو یاد کرتا ہے تو مولا کریم بھی اسکو
یاد کرتے ہیں۔ اگر نافرمانی میں کوئی
شخص اسکو یاد کرتا ہے تو حق تعالےٰ
اُسکو لعنت سے یاد کرتے ہیں پس ڈرنا
چاہیئے کہ ہاتھوں سے ایسا کام نہو جس سے خلقت کی
تکلیف اور خالق کی ناراضگی ہو کیا تو نے نہیں سنا کہ
خلقت کے کام مجبوری ہیں انکا حقیقی فاعل اللہ تعالےٰ
ہی ہے

شکوہ و جنگ با خلق و نفع و ضرر
از ایشان فہمیدن در طریقت شرک
ست۔ چنانچہ فرمودہ اند۔

گر گزندت رسد ز خلق مرنج
کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج
از خدا دان خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست
گرچہ تیر از کمان ہمے گذرد۔
از کمان دار بیند اہل خرد

چون خدا را بیقین فاعل حقیقی دانستی
خلاف دشمن و راحت از دوست
از میان برخیزد و از دست ہیچ مخلوق
بر خاطر تو غبارے نہ رسد و نادہندہ
و عطا کنندہ پیش تو برابر باشد پس
مے باید کہ افعال و صفات ہمہ با خدا

پس شکوہ و جنگ لوگون کے ساتھہ کرنا
اور اُن کی طرف تکلیف اور آرام کو منسوب
کرنا طریقت میں شرک ہے چنانچہ حضرت الشیخ سعدی
نے فرمایا ہے کہ اگر خلقت سے تجھے تکلیف پہنچے
تو رنج نہ کر۔ کہ خلقت سے نہ تجھے خوشی ہے
اور نہ رنج۔ دشمن اور دوست کا خلاف اللہ تعالے
کی طرف سے سمجھ۔ کیونکہ دونون کا دل
اُس کے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ تیر کمان سے نکلتا
ہے مگر عقلمند کمان والے سے دیکھتے ہین
واقعی جب اللہ تعالے کو فاعل حقیقی سمجھا
جاوے تو دوست اور دشمن کا خلاف درمیان
سے اُٹھ جاتا ہے اور کسی مخلوق کے ہاتھ
سے دل پر ناراضگی نہیں ہوتی اور دینے
والا اور نہ دینے والا اُسکے روبرو برابر ہوتا ہے
پس چاہیئے کہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے سپرد

سپاری۔ کہ امانت اوست وخود
را بحس و حرکت مثل جماد بینی تا از
ادا کردن امانت فارغ آئی ۔
إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ
إِلَىٰ أَهْلِهَا ۔ حاصل شو کہ مراد
از ادائے ہمین امانت ست وقتیکہ
چنین شدی کار تو تمام شد۔
إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ۔ یعنی وقتیکہ
فقر تمام شد پس باقی ماندن ذات
حق ست جل شانہ ۔ چراکہ دعوی
انانیت بندہ سبب غفلت اوست
چون حجاب غفلت از دیدہ بصیرت
او رفت پس بیقین مے پندارد
کہ ہستی از حق ست جل شانہ نہ از
من۔ چون ایچنین فنا حاصل شود

کر دے کیونکہ یہ اسکی امانت ہے اور اپنے
آپ کو پتھر کی طرح بے حس اور بیحرکت سمجھے
تاکہ وہ امانت ادا کرنیسے فارغ ہووے۔ ترجمہ آیت
شریف تحقیق اللہ تعالیٰ تم کو حکم کرتا ہے کہ
تم امانتوں کو اُن کے اہل کیطرف ادا کرو
اس سے یہی امانت مراد ہے۔ جب تو
ایسا ہو جاوے تو کام تیرا تمام ہوا
یعنے جب فقر تمام ہوا پھر خدا جل شانہٗ
کی ذات باقی رہ جاتی ہے کیونکہ جب بندہ
لفظ میں کہتا ہے تو اُسکی غفلت ہوتی
ہے اور جب غفلت کا پردہ اُس کی آنکھوں
سے اُٹھ جاتا ہے اور یقین سے جانتا
ہے کہ ہستی تو خدا جل شانہٗ کی ہے نہ کہ
مجھہ سے جب یہ فنا حاصل
ہو جاتی ہے

فقر این تمام شود چنانچہ فرمودہ اند
تو مباش اصلاً کمال این ست و بس
تو در وگم شو وصال اینست و بس
پس کوشش باید کرد کہ فنائے حقیقی
حاصل شود کہ مراد ازین فنائے
افعال وصفات ست و وصل ہم
این را گفتہ آید۔ و دیگر آن کہ ادائے
نماز فریضہ در اول اوقات از اہم
مطالب ست۔ میباید کہ بہ احتیاط
تمام ادا کردہ شود۔ و بہ عجز و انکسار
تمام دل خود را حاضر سازد و ہیچ وسوسہ
را در خاطر آمدن ندہد و قرأت بطریق
مستحب و سنت بخواند۔ چنانچہ در نماز
فجر و ظہر از سورہ ہائے طوال مفصل
کہ ابتدائے آن از سورۃ حجرات

تب فقر تمام ہو جاتا ہے
تو ہرگز نہ ہو۔ بس یہی کمال ہے
تو اس مین گم ہو بس یہی وصال ہے
پس کوشش کرنی چاہئے کہ فنا حقیقی
حاصل ہو جاوے فنا حقیقی سے مراد افعال
اور صفات کی فنا ہے اور اسی کو وصل
کہتے ہین۔ دوسرا یہ کہ نماز فریضہ کا ادا
کرنا اول وقت میں بڑا مطالب اور مقصود
ہے۔ چاہئے کہ نماز کو پوری احتیاط سے
ادا کرے اور پورے عجز اور انکسار سے
اپنے دل کو حاضر کرے اور کوئی وسوسہ
دل میں نہ آنے دے اور قرأت سنت
اور مستحب کے انداز پر پڑھے چنانچہ فجر اور ظہر
کی نماز مین سورہ طوال مفصل پڑھے یعنی
سورۃ حجرات سے

وانتہاے ایشان تا سورۃ والسماء
ذات البروج ست و در نماز عصر و
عشاء از سورتہاے اوساط مفصل
کہ ابتداے ایشان از سورت
بروج ست وانتہاے ایشان تا
لم یکن، و در نماز شام قصار مفصل
کہ ابتداے ایشان از سورۂ لم یکن
وانتہاے ایشان تا آخر قرآن مجید
ست مقرر باید کرد - و در رکوع و
سجود و در قومہ و جلسہ را بوجہ احسن
باطمینانِ دل باید ساخت و ابتداے
وقت شروع نماز فجر بعد از دمیدن
صبح صادق تا طلوع آفتاب ست
مے باید کہ اول وقت کہ عبارت
از روشنائی ست ادا سازد - و تا

لے کر والسماء ذات البروج تک اور
عصر اور عشا کی نمازین اوساط مفصل
سورتین پڑہے جو سورۃ بروج سے
لے کر لم یکن تک ہین - اور شام کی نماز
مین قصار مفصل پڑہے - جو سورہ لم یکن
سے لے کر والناس تک ہے - ان
سورتون کو مقرر کرنا چاہئے - اور رکوع
اور سجدہ اور قومہ اور جلسہ دل کے
اطمینان سے اچھی طرح ادا کرے -
اور نماز فجر کا وقت صبح صادق کے
ہونے سے لیکر آفتاب کے نکلنے تک
ہے اور چاہئے - کہ اول وقت مین
جس سے مراد
روشنائی ہے
ادا کرے

تنگ شدن وقت نگذارد چراکہ
مکروہ ست. مگر بہ ضرورت تمام کہ
ناچار ست. فقہا گفتہ اند نماز فجر
درچنان وقت باید خواند کہ اگر در نصف
نماز وضوئش بشکست باز وضو ساختہ
بہ فراغت تام بہ قرات مسنونہ چنانچہ
بالا گذشت نماز ادا سازد و ہنوز
وقت باقی باشد و وقت شروع نماز
ظہر از گشتن آفتاب از سر تا دو چند
شدن سایہ ہر شے غیر از سایہ اصلی
ست و حساب سایہ اصلی بموجب تجربہ
بعض فقہاے ملک پنجاب بایں طور
ست کہ در ماہ ہاڑ یک و نیم قدم
باشد. و در ماہ جیٹھ و ساون دو
و نیم قدم ست در ماہ بیساکھ و بھادوں

اور وقت کو تنگ نہ ہونے دے کیونکہ
پھر نماز مکروہ ہو جاتی ہے اگر ناچاری
ہو تو جائز ہے فقہاء علیہم الرحمتہ نے
فرمایا ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت میں پڑھنا
چاہئے کہ اگر آدھی نماز میں نمازی کا وضو
ٹوٹ جاوے تو پھر وضو کر کے فراغت
سے مسنونہ قرات کے ساتھ نماز ادا کرے
اور ابھی وقت باقی ہو اور ظہر کی نماز کا
ابتداے وقت سورج کے ڈھلنے سے
لیکر ہر چیز کے دوچند سایہ ہو جانے تک
مگر اسمیں سایہ اصلی نہیں اور سایہ اصلی
کا حساب ملک پنجاب کے بعض فقہاء کے
نزدیک اس طرح پر ہے کہ ماہ ہاڑ میں ڈیڑھ
قدم ہوتا ہے اور ماہ جیٹھ اور ساون میں
اڑھائی قدم اور ماہ بیساکھ اور بھادوں

سہ ونیم قدم۔ ودرماہ چیت واسوج
چار ونیم قدم ست وبعدہ در ہرہ
ہر دو جانب دو دو قدم زیادہ میشود
چنانچہ درماہ پہاگن ودرماہ کاتک
شش ونیم قدم ست۔ ودرماہ
ماگہہ ومگہر ہشت ونیم قدم ست
ودرماہ پوہ دہ ونیم قدم ست۔
این ست حساب سایہ اصلی کہ شارح
فرائض بالو در شرح او بزبان ہندی
بیت ہا نوشتہ واین احقر در ینجا
ترجمہ آن بیتہا در فارسی نوشتہ ست
اگر کسے را شک باشد در شرح فرائض
بالو مذکور باید دید۔ وانیکہ دوچند شدن
سایہ ہر شے غیر از سایہ اصلی گفتہ
مذہب امام ماست یعنی امام اعظم

میں ساڑھے تین قدم اور ماہ چیت اور
اسوج میں ساڑھے چار قدم ہوتا ہے اور
اس کے سوا ہر مہینے مین دونو طرف دو
دو قدم زیادہ ہوتا جاتا ہے چنانچہ پہاگن
اور کاتک کے مہینے مین ساڑھے چھ قدم
ہو جاتا ہے اور ماگہ اور مگہر کے مہینے میں
ساڑھے آٹھ قدم ہوتا ہے اور پوہ کے
مہینے میں ساڑھے دس قدم ہو جاتا ہے
یہ حساب سایہ اصلی کا ہے کہ فرائض بالو
کے شارح نے ہندی زبان میں لکھا ہے اور
اس عاجز نے اُن بیتوں کا ترجمہ اس جگہ
فارسی میں لکھا ہے اگر کسی کو شبہ ہو۔ تو
فرائض بالو کی شرح میں دیکھ لے اور ہر چیز کا سایہ
دوچند ہونا سواے سایہ اصلی کے ہمارے
امام کا مذہب ہے یعنی امام اعظم

رحمۃ اللہ علیہ کوفی ست ونزد صاحبین
یعنی امام محمد و ابی یوسف رحمۃ اللہ
علیہما ونزد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم
اجمعین۔ تا یک چند شدن سایہ ہر شئے
پس مستحب و افضل ہمین ست کہ در
اول مثل نماز ظہر ادا کنند۔ تا نماز این
شخص نزد جمہور درست شود واز
اختلاف علما بیرون آید و ادا
کردن نماز در مثل دوم نزد امام خود
درست است اما ترک استحباب و عزیمت
و نزدیک علمائے ثلثہ فساد ست۔
و نادرست و شروع وقت نماز
عصر از گذشتن سایہ ہر شئے از دو
مثل کہ عبارت از قضا شدن وقت
نماز ظہر ست و انتہاے او تا غروب

رحمۃ اللہ علیہ کوفی کا۔ اور صاحبین یعنی
امام محمد اور ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہما اور
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک
ہر چیز کے برابر سایہ ہونے تک ہے پس
مستحب اور افضل طریقہ یہی ہے کہ ظہر کی نماز
اول مثل میں ادا کرے تاکہ اس کی نماز
جملہ علما کے نزدیک درست ہو جاوے
اور علما کے اختلاف سے بچ جاوے اور
ہمارے امام کے نزدیک دوسری مثل میں
نماز کا ادا کرنا بھی درست ہے اور باقی
تینوں علماء کے نزدیک مستحب کی ترک ادا کا
باعث فساد اور ناجائز ہے اور نماز عصر
کا ابتدا اسوقت ہوتا ہے جبکہ ہر چیز کا سایہ
دو چند سے بڑھ جاوے کہ مراد قضا ہونے
وقت ظہر کے سے ہے۔ اور اس کا اخیری وقت

آفتاب و شروع وقت نماز مغرب از
غروب آفتاب و انتہاے او تا دور
شدن شفق ست که آن عبارت از
دفع سپیدی ست که بعد از سرخی پیدا
مے شود و این مذہب امام ماست
رضی اللہ عنہ۔ و شروع وقت نماز عشأ
و وتر بعد از دور شدن شفق ست۔ که
عبارت از سفیدی ست که در کرانۂ
آسمان میبود۔ و بعد او سیاہی شود
و مستحب ست تاخیر نماز فجر در زمستان
و تابستان بطریقیکہ بالا مذکور شده
و تاخیر نماز عشا تا ثلث شب ست و
تاخیر نماز وتر کسے اگر اعتماد بر بیداری خود
باشد تا آخر شب مستحب ست۔ تاخیر
تا آخر نماز ظہر تا

سورج کے غروب ہونے تک ہے اور نماز
مغرب کا ابتدا سورج کے ڈوبنے کے بعد
ہے اور اُس کا آخیری وقت شفق کے
ہٹ جانے تک ہے کہ مراد دور ہونا
سپیدی کا ہے یعنی وہ سفیدی جو شفق
کے بعد پیدا ہوتی ہے اور یہ مذہب ہمارے
امام رضی اللہ عنہ کا ہے اور عشا کی نماز اور
وترون کا وقت اُس شفق کے دور ہونے
کے بعد شروع ہوتا ہے جس سے مراد وہ سفیدی
ہے جو آسمان کے کنارون میں پیدا ہوتی ہے
اور پھر سیاہی آتی اور فجر کی نماز کی
تاخیر سردی اور گرمی میں جیسا کہ اوپر مذکور
ہو کرنی چاہیے اور عشا کی نماز کی تاخیر رات کا
تیسرا حصہ گذرنے تک ہے اور نماز وتر کی تاخیر جسکو اپنے
جاگنے کا یقین ہو آخیر رات کو مستحب ہے اور ظہر کی نماز کو

مثل اول در تابستان مستحب ست
و تعجیل در زمستان ضروری و تعجیل عصر و عشا
در روز ابر مستحب است و تاخیر نماز ظہر و مغرب در
روز ابر ضروری ست -
دیگر آنکہ نماز تہجد بر آن سرور کائنات علیہ
افضل التحیات فرض بود پس بر ہر طالب خدا
جل شانہٗ لازم ست کہ نماز تہجد را بوسع امکان
ترک نکند بلکہ مثل دیگر فرائض و واجبات و سنن
مؤکدہ بر خود لازم گیرند و قضا نکند و دو رکعت
تحیۃ الوضوء و نماز اشراق و چاشت را کہ
مختار ہمہ صوفیہ است دوام باید کرد - و درین
نماز فواید بسیار ست باید کہ اول شب
بعد از نماز عشا خواب کند و باشتغال امور
لاطائل بیدار نباشد و استغفار و توبہ و
التجا و تضرع و تذکر معاصی و ذنوب

گرمی میں پہلی مثل تک تاخیر کرنا مستحب ہے
اور جاڑے میں جلدی کرنا ضروری ہے اور بادل
کے دن عصر و عشا کی نماز میں جلدی کرنا مستحب
ہے اور ظہر و مغرب کی نماز کی تاخیر بادل کے دن ضروری ہے
دوسرا یہ کہ نماز تہجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر فرض تھی ہر طالب خدا جل شانہ کو ضروری
ہے کہ جہاں تک ہو سکے نماز تہجد کے ادا کرنے
میں غفلت نہ کرے بلکہ فرضوں اور واجبوں اور
مؤکدہ سنتوں کی طرح اپنے آپ پر لازم رکھے اور
قضا نہ کرے اور تحیۃ الوضو اور اشراق اور چاشت
کی نماز کو ہمیشہ ادا کرے کیونکہ صوفیہ کرام کا یہ معمول
رہا ہے ان نمازوں میں بہت فائدے ہیں اور
یہ بھی چاہیے کہ عشا کی نماز کے بعد اول رات سو رہے
اور بیہودہ باتوں میں وقت نہ گذارے اور استغفار
اور توبہ اور التجا اور زاری اور گناہوں کی یاد اور

سے از اینجا ابتدای عبارت
مکتوب ہفتدہم جلد ثالث
از مکاتیب مجدد الف ثانی
ایراد فرمودہ اند
حصہ ہشتم صفحہ ۱۴۴

سے رواہ ابن ماجۃ من حدیث
عبد اللہ بسر

اصل

و تفکر نقائص و عیوب و خوف
عذاب آخروی و ترس الم و اکمی
در آن وقت غنیمت دانند و عفو و
مغفرت از حضرت حق سبحانہ تعالے خواہند
صد بار این کلمہ استغفار بتوجہ قلب
بر زبان آرند استغفر اللہ الذی
لا الٰہ الا ہو الحی القیوم و اتوب الیہ سبحانہ
و نیز بعد از نماز دیگر این کلمہ استغفار صد بار
بخوانند و طہارت عصر و بغیر طہارت ترک
ورد این کلمہ استغفار نمایند و در خبر آمدہ است
طوبیٰ لمن وجد فی صحیفتہ استغفار
کثیرا و ایضا در صباح یکبار بگویند
اللّٰھم ما اصبح بی من نعمۃ
او باحد من خلقک فمنک وحدک
لا شریک لک فلک الحمد و لک
الشکر

ترجمہ

اپنے نقصون کا فکر اور عذاب آخرت
کا خوف اور ڈر اور دکھی رنج کو رات
کے وقت یاد کرے اور معافی مانگے۔
اور سو دفعہ یہ کلمہ دلی توجہ سے پڑھے
استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحی
القیوم و اتوب الیہ سبحانہ۔
اور دوسری نمازون کے بعد یہ کلمہ سو
بار پڑھے۔ با وضو ہو یا بے وضو ضرور
پڑھے اس ورد مذکور کی ترک نہ کرے
حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ وہ
شخص نہایت خوش ہے جسکے صحیفہ میں
استغفار بہت ہو اور صبح کیوقت یہ دعا ایک
دفعہ پڑھے اللّٰھم ما اصبح لی من نعمۃ او
باحد من خلقک فمنک وحدک لا
شریک لک فلک الحمد و لک الشکر

۴ و نماز چاشت ہم اگر ادا نمودہ شود
دولت عظیم سعی نمایند کہ لا اقل
دو رکعت بردوام از چاشت ادا کردہ شود
و اکثر رکعات نماز چاشت در رنگ نماز تہجد
دوازدہ است و بمقتضائے وقت و حال
ہر چہ گذاردہ شود مغتنم است و کوشش
نمایند کہ بعد از ادائے ہر نماز فرض
خواندہ شود کہ در خبر آمدہ است کہ
بعد از ہر نماز فرض ہر کہ آیۃ الکرسی بخواند
مانع نباشد او را
از دخول بہشت کر موت نیز بعد از
ادائے ہر نمازے از نمازہائے پنجگانہ
باید کہ سی و سہ بار کلمۂ تنزیہ
سبحان اللہ گویند و سی و سہ بار کلمۂ تحمید
الحمد للہ و سی و سہ بار کلمۂ تکبیر اللہ اکبر
و یکبار بگویند لا الٰہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ۔ لہ الملک و لہ الحمد
یحیی و یمیت و ہو علی کل شیء قدیر
تا عدد صد پورہ شود۔ و نیز در ہر روز و در شب
صد بار سبحان اللہ و بحمدہ گویند کہ ثواب
بسیار دارد۔

در وقت شام اَللّٰھُمَّ مَا اَمْسٰی لِیْ
مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ
فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ
فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ ۰
در شام بجائے اللھم ما اصبح
اللھم ما امسی بگویند و تمام کنند
در حدیث نبوی آمدہ است کہ ہر کہ این دعا را در
روز بخواند۔ شکر آن روز بجا آوردہ
باشد و ہر کہ در شب بخواند شکر آن شب
بجا آوردہ باشد۔

نقل از مکتوبات مجدد الف ثانی
جلد ثالث مکتوب ہفدہم، ۱۷

دیگر باید دانست۔ کہ اکابران این
سلسلہ نقشبندیہ علیہ اصل و بنائے
کار این طریقہ علیہ برین یازدہ کلمات
کہ مصطلح و متعارف ایشان است۔

اور شام کے وقت یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ مَا
اَمْسٰی لِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِکَ
فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ
اَلْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ ۰ شام کو بجائے اصبح کے امسٰی کہے
حمد اور شکر ہے۔ حدیث نبوی میں آیا ہے
کہ جو شخص اس دعا کو دن میں پڑھے اس
دن کا شکر بجا لاتا ہے اور جو شخص اس
دعا کو رات کو پڑھتا ہے۔ اس رات کا شکر
ادا کرتا ہے۔

جاننا چاہیے۔ کہ اس سلسلہ نقشبندیہ کے
بزرگوں نے اس طریقہ پسندیدہ کی بنیاد
ان گیارہ کلمات پر کہ عام مقرر اور
مشہور ہیں۔

گذاشتہ اند۔ پس مدد ویشے کہ داخل
این طریقہ ہست او را عمل کردن بر
کلمات مذکورہ مثمر فنائے اتم و بقائے
اکمل ہست و حصول مقصود وابستہ
اوست و تفصیل آن کلمات این ست
کہ از کتاب ارشاد السالکین نقل کردہ
درین نسخہ درج ساختم۔

اول سفر در وطن

عبارت ست از سیر انفسی۔ کہ آن را
جذبہ گویند۔ معاملہ ابتدائی این گروہ
ازین سیر ست و سیر آفاقی۔ کہ عبارت
نزدان سلوک ست یعنی او اینست
کہ حق تعالے جل شانہ را بیرون
از وجود خود در ہر شے اثبات کردن
و جستن چنانچہ طریقہ دیگر صوفیائے

رکھی ہے۔ پس جو درویش اس طریقہ میں
داخل ہے۔ اُس کو ان پر عمل کرنا ثمرہ دینے
والی پوری فنا اور کامل بقا حاصل کر دیتا
ہے اور مطلب کا حاصل ہونا ان کے متعلق
ہے اور اُن کلمات کی تفصیل یہ ہے۔
کتاب ارشاد السالکین سے نقل کر کے اس
نسخہ میں درج کر دی ہے۔

اول سفر در وطن

اس سے مراد سیر انفسی ہے جسکو جذبہ
کہتے ہیں۔ اس خاندان کے بزرگوں
کا پہلا ابتداء اس سیر سے شروع ہوتا
ہے اور سیر آفاقی کہ جس سے مراد سلوک ہے
مطلب اُس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے
وجود سے بیرونی چیزوں میں ثابت کرنا
اور ڈھونڈنا۔ اس سیر کے ضمن میں دوسرے

کرامت است۔ در ضمن این سیر قطع میباید
و شروع کار ایشان یعنے دیگر سلاسل
از سیر آفاقی و انتہا بسیر انفسی میبود
و شروع از سیر انفسی خاصہ این طریقہ علیہ
نقشبندیہ است و اندراج النہایت
فی البدایۃ نیز ہمیں معنی است۔
سیر آفاقی مطلوب را از بیرون جستن
است و سیر انفسی گرد دل خود گردیدن

دوم خلوت در انجمن

آنست کہ چون انجمن محل تفرقہ است
باید کہ از راہ باطن با مطلوب خود
خلوت داشتہ باشد تا تفرقہ بیرونی
بحجرہ اندرونی راہ نیابد۔

از بیرون در میان بازارم
وز درون خلوتیست با یارم

بیان معنی اندراج النہایت فی البدایۃ

معنی سیر آفاقی

خاندانوں کے راستے ختم ہو جاتے ہیں
دوسرے سلسلوں کا شروع سیر آفاقی
سے سیر انفسی تک ہے اور طریقہ نقشبندیہ
کا شروع انفسی سے ہے اور نہایت کا
اندراج ابتدا میں اسی طریقہ کا خاصہ ہے
دراصل سیر آفاقی کا یہ مطلب ہے کہ مطلوب
کو باہر ڈھونڈنا اور سیر انفسی کا یہ مطلب
ہے کہ اپنے دل سے ڈھونڈنا۔

دوم خلوت در انجمن

یہ ہے کہ مجلس میں تفرقہ کا اندیشہ ہوتا ہے
اس مقام کا رہنے والا خواہ کسی دربار
عام مجلس میں بیٹھا ہو مگر اس کے اندر
خیالات پر کچھ اثر نہیں پڑتا جیسے کسی کا قول ہے

بظاہر درمیان بازار کے ہوں
اور اندر سے یار کے ساتھ ہوں۔

در ابتدا این معنی بتکلف دست دہد
و در انتہا بے تکلف۔ و درین طریقہ
چون مدا ابتدا دست میدہد۔
این چنین راہے۔ برائے حصول حق
جل شانہ وضع کردند اند
خصایص این طریقہ علیہ شمردہ اند
و منتہیان طریق دیگر را نیز دست
مے دہد۔ و اندرین معنی گفتہ اند ؎
از درون شو آشنا و ز برون بیگانہ وش
اینچنین زیبا روش کم میبود اندر جہان

سوم نظر بر قدم۔

آن عبارت از آن ست کہ در راہ
رفتن نظر بر قدم خود دارد۔ خواہ راہ
رفتن مراد این جہان باشد کہ دل را
در دیدن محسوسات متلونہ پراگندہ

بظاہر کہ در انجمن نشستہ۔ بباطن
ببار خود در خلوت نشستہ باشد
سید منظور احمد

کیفیت اولی معبرست بیاد کرد
و ثانیہ بیاد داشت ۱۲ فافہم

اس مقام کا ابتدا مشکل ہوتا ہے۔ مگر
انتہا پر پہنچ کر نہایت آسان ہو جاتا ہے
اس طریقہ علیہ نقشبندیہ میں پہلا سبق
یہی ہوتا ہے۔ سب نقشبندیوں کا پہلا
شغل یہی ہوتا ہے۔ اور دوسرے طریقوں
میں منتہیوں کو یہ حاصل ہوتا ہے۔
چنانچہ خواجہ سلطے رائشی رحمۃ اللہ علیہ
کا قول ہے ؎
باطن میں آشنا ہو ظاہر میں ہو بیگانہ
ایسا عجب طریقہ دیکھا نہیں جہان میں

سوم نظر بر قدم

اس سے یہ مطلب ہے کہ راستہ چلتے وقت
اپنے قدم پر نظر رکھے خواہ اس جہان کا
راستہ سمجھو۔ کیونکہ اس دنیا میں نظر کے
وسیلہ سے دل کو نظر فریب باتوں سے پراگندہ

نسازد۔ تا بہ جمعیت اقرب باشد چراکہ
در ابتدا دل تابع نظر ست۔ و
پریشانئ نظر در دل تاثیر مے کند
یا مراد از راہ رفتن راہ حقیقی باشد
کہ عبارت از سلوکِ سالک ست
از ایشان بعض را بسیرِ منازل ایں
طریق بصرِ دل کہ بصیرت است
مشرف سازند و دراں ہنگام تنویرات
رنگا رنگ کہ راہ زنان سالک اند و
نفس را دراں لذّت بے شمار
باشد ہم پیدا می شود۔ و از مقصد
حقیقی او را باز دارند۔ چنانچہ بزرگے
فرمودہ است۔ سی سال نور روح را بخدا
پرستیدم۔ چون اینچنین لغزش اقدام
از مقصد حقیقی بسیار باز میدارد۔

نہ کرے تاکہ جمعیت قائم رہے۔ کیونکہ
ابتدائی حالات میں دل نظر کے تابع
ہوتا ہے اور نظر کی پریشانی دل پر اثر ڈالتی
ہے۔ یا راہ چلنے سے مراد راہ حقیقی ہے
اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو سیر مقامات
راہ طریق سے بصیرت دل کے ساتھ مشرف
فرماتے ہیں۔ جب یہ سیر شروع ہوتا ہے
تو اس وقت میں انوار رنگا رنگ کے اور
لذتیں بے شمار کہ نفس کو ان میں لذت
ہوتی ہے سالک کے واسطے ظاہر ہوتے
ہیں جو سالک کو مقصود حقیقی سے باز
رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ کا قول
ہے کہ خدا کی قسم میں نے روح کے نور
کی تیس سال تک پرستش کی۔ جب اس
قسم کی روکاوٹیں سد راہ ہو جاویں

سالک می باید که نظر بر قدم دارد اینجا معنی او گشتن دل او ست بسوی مطلوب حقیقی. که بصیرت دل خود از مقصد خود باز نگرداند. و بغیر مقصد خود بر یع البصر مبتلا نشود تا واصل مطلوب گردد۔

چہارم ہوش دردم

و آن عبارت از آن ست که سالک ہمیشہ واقف نفس دم خود باشد تا بغفلت نبر آید و این شغل واقع انفس ست

پنجم یاد کرد

عبارت از آنست که تا وقتیکه ملکہ ذکر حاصل نشده ست باید که بر آن بتصنع و تکلف خود را مشغول دارد۔

تو اس کو چاہئے کہ قدموں پر نظر رکھے یعنی دل کو مضبوط کر کے دل کی بصیرت کو مطلوب حقیقی سے دور نہ رکھے اس جگہ پختگی دل سے یہی مراد ہے۔ اور اپنے مقصد کے بغیر ادہر اودھر دیکھنے میں مبتلا نہ ہو۔ تاکہ اپنے مطلوب کو پہنچے۔

چہارم ہوش دردم

اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنے نفس و سانس کا ہمیشہ محافظ رہے تاکہ غافل نہ ہو۔ اس شغل کا نام۔

پنجم یاد کرد۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک سالک کو ذکر کا ملکہ حاصل نہ ہو۔ تو کسب اور تکلف سے اپنے آپ کو ذکر میں مشغول رکھے۔

ششم یادداشت۔
وآن آنست کہ چون ذکر از تصنع
گذشت ۔ و بمرتبہ حضوری رسید
سمے بہ یاداشت میگردد ۔

ہفتم وقوف قلبی
وآن آنست ۔ کہ ذاکر را باید کہ ہمیشہ
نگران دل باشد و توجہ و نظر
باآن داشتہ باشد قطع نظر از ذکر
تا الغرض بہ آن راہ نیابد و کسے را کہ
از ذکر تاثیر نہ شود ۔ شیخ را باید ۔ کہ
اورا از ذکر باز داشتہ امر بوقوف
قلبی فرماید و توجہ فرماید تا اوذکر گیرد

ہشتم وقوف عددی
ازآن عبارت ست کہ عدد ذکر نفی
واثبات براینجیکہ دریں طریق معمول

ششم یاددشت
اس کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جب ذکر کرنیوالا
کسب سے نکل جاوے اور مرتبہ حضوری
میں پہنچے تو مراتب یاددشت کو پالیتا ہے

ہفتم وقوف قلبی
اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر کرنیوالا ہمیشہ
دل کا حافظ رہے اور ہمیشہ دل کا دھیان
رکھے ۔ تاکہ اسمیں پراگندہ خیال پیدا نہ ہو
خدانخواستہ اگر کسی کو ذکر کرنے سے
تاثیر پیدا نہ ہو ۔ تو شیخ کو چاہئے کہ اس
کو ذکر کرنے سے منع کرے اور خاص
توجہ دے کر وقوف قلبی پر لگاوے تاکہ اسکو فائدہ
ہو۔

ہشتم وقوف عددی
اس سے مراد یہ ہے کہ نفی اور اثبات کا
ذکر جیسا کہ طریقہ نقشبندیہ میں معمول ہے

ست. واقف و مطلع باشد. تا
در ہر نفس طاق گوید نہ جفت۔

نہم بازگشت۔

عبارت از آں است کہ بعد ذکر نفی
واثبات بطریق مذکور بہ زبان قلب
گوید۔ کہ خداوندا مقصود من توئی
و رضائے تو۔

دہم رابطہ۔

عبارت از آنست کہ بعضے مشائخ
این طریقہ مرید را بہ حفظ صورت
خویش امر میفرمایند کہ در مراقبہ صورت
ایشان را تصور کردہ بنید۔ مادامیکہ
سالک در تصور صورت شیخ خود
خود را فنا نہ کند و صورت خود را در
صورت شیخ گم نکند ہیچ فائدہ نبیند

کرتا رہے اور ہر سانس میں طاق کا
خیال رکھے مثلاً ۳ یا ۵ یا ۷ علیٰ ہذا القیاس

نہم بازگشت۔

اس سے مراد یہ ہے۔ کہ نفی اور اثبات
کے ذکر کے بعد زبان دل سے یہ کہے۔ کہ
خداوندا میرا مقصود تو ہی ہے اور
تیری رضا ہی میرا مطلب ہے۔

دہم رابطہ۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ بعض مشائخ
اس طریقہ کے اپنے مرید کو اپنی صورت
کے حاضر کرنے کا امر دیتے ہیں کہ مراقبہ
میں شیخ کی صورت کا تصور باندھو جب
تک مرید شیخ کے تصور میں اپنے آپ کو
فنا نہ کرے اور اپنی صورت کو شیخ کی صورت
میں گم نہ کرے کوئی فائدہ نہیں دیکھ سکتا

پس صورت مرید بصورت شیخ متبدل
شود بچشم او یعنی مرید صورت خود
را بعینہ صورت شیخ بیند و بہ ہیچ اوضاع
واطوارے ولباسے فرق نداند این
فنارا فنافی الشیخ مے گویند۔ چنانچہ
مجنون بکمال عشق صورت خود را در
صورت لیلی گم کردہ بود وخود را لیلی
میگفت لیکن پیران کامل مکمل این طریقہ
بجز ذات حق تعالیٰ جل شانہ،
مریدان را ہیچ دیدن ندہند و دراول
توجہ الواح دل ایشانرا از نقوش کونین
وماسوائے پاک مے سازند و در ذات
پاک احدیت اور استغرق و مستہلک
مے کنند۔

یازدہم وقوف زمانی۔ این را محاسبہ

اس عمل کرنے سے مرید اپنے آپ کو شیخ
کی صورت میں دیکھتا ہے اور کسی قسم
وضع اور لباس اور طرز میں فرق نہیں
دیکھتا۔ اس کو فنا فی الشیخ کہتے
ہیں۔ جیسا کہ مجنون نے اپنے آپ کو عشق
لیلی میں ایسا محو کیا کہ اپنے آپ کو لیلی
کہا کرتا تھا۔ لیکن پیران مکمل اس طریقہ
کے مرید کو یک خدا کی ذات مین
گم کردیتے ہیں اور ماسوائے اللہ
جل شانہ، کے نقوش اُن کی دل کی
تختی سے دھو ڈالتے ہین اور ذات
احدیت مین اُن کو غرق کردیتے
ہین۔

یازدہم وقوف زمانی

اس کو محاسبہ

اصل

هم مے گویند. سالک را میباید که
در وقت شب اول از خواب کردن
بانفس خود از اعمال یومیہ حساب
کند. کہ چند ساعت بحضور و عبادت
گذشته و چند به غفلت. پس از ساعات
حضورِ عبادت شکرِ حق سبحانہ تعالیٰ
بجا آرد. و توفیق از و داند. و از
ساعات غفلت توبہ و استغفار کند
و نفس خود را تنبیہ و ملامت کند.
کہ غفلت موجبِ شامتِ اوست
دیگر آنکہ طالب حق را لازم ست
کہ این جملہ امور را بر خود لازم گیرد
تا بہ مقصودِ حقیقی واصل شود. و از
عہدہ امرِ موتوا قبل ان تموتوا.
بیرون آید. و در زمرہء

ترجمہ

بھی کہتے ہیں۔ سالک کو چاہئے۔ کہ
رات کو سونے سے پہلے گزرے ہوئے
دن کی بابت اپنے نفس سے حساب لے
کہ کتنا وقت عبادت اور حضور میں
گذرا اور کتنا غفلت میں۔ اور جتنا وقت
حضور میں گذرا ہو اُس کا شکر بجا لاوے
اور اُسکی توفیق خداوند کریم کی طرف
سے سمجھے اور غفلت کے اوقات سے
توبہ کرے اور اپنے نفس کو تنبیہ کرے
کہ یہ تیری ہی غفلت کی شامت ہے
دوسرا یہ کہ طالب حق کو لازم ہے۔ کہ
ان تمام امور مذکورہ بالا پر عمل کرے
تاکہ اصلی مقصود پر پہنچ جاوے اور
(مرنے سے پہلے مرجاؤ) کی ذمہ داری
سے عہدہ برآ ہو جاوے۔ اور

لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
داخل شود۔ بدانکہ اوّل فانی شدن
از خلق ست۔ و دیگر از ہوائے خود
سوم از ارادہ خویش۔ و مراد ازین
فنا ہاے مذکور ترکِ دنیاست و
واسباب واشیائے او کہ باہم مربوط
شدہ۔ تا سالک درشک نماند فنا
ازخلق اینست۔ کہ ازیشان بالکل
قطع کند وہیچ تردّد ایشاں را بسوے
خود راہ ندہد۔ نہ بر عطاہائے
ایشان امیدوار۔ نہ از جفاہائے
ایشان ترسگار۔ ہرچہ باو میرسد
ازخداداند۔ و برخلاقی و رزاقی و عطاء
ورحمت وخیر و برکت وفضل وکرم
او دائم امیدوار بود و از جباری و

(اُن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین
ہوتے ہیں) کے گروہ میں داخل ہوجائے
جاننا چاہیئے کہ پہلا درجہ خلقت سے علیحدگی
ہے اور دوسرا اپنی خواہشوں کو چھوڑنا
اور تیسرا اپنے ارادے کو چھوڑنا ہے۔ اور
ان فناؤں کا اصل مطلب دنیا کی ترک ہے
اور اسکے اسباب اور اشیا سے منہ موڑنا ہے
جو آپس میں ملے جلے ہیں خلقت کے
چھوڑنے سے یہ مراد ہے کہ ان سے بالکل
تعلق قطع کرے اور اپنے کسی کام کو اُنکے
سپرد نہ کرے نہ اُنکی مہربانی کا امیدوار ہو
نہ اُنکے ظلم کا شاکی ہو جو کچھ اُسے پہنچا رہو
خدا کیطرف سے سمجھے پیدا کرنا رزق
دینا اور عطا و رحمت۔ خیر اور برکت۔
فضل و کرم اُس کے کا ہمیشہ امیدوار رہے

قہاری و عقوبت او ہمیشہ خوفناک و ترسان باشد و برا و توکل کند و علامت فنا از ہواے خود ترک کسب و علاقہ و اسباب و اشیاء ست و توکل کردن بر مسبب حقیقی و فانی شدن از ارادہ خویش آنکہ ہیچ ارادتے و خواہشے و مقصدے در دل باقی نماند خلاصہ این کہ جملہ مرادات و مقاصد باستیہاء او ذات حق باشد جل شانہٗ و رضامندی او این چنین احوال درین طریقہ نقشبندیہ بعضے طالبان را در اول صحبت پیر طریقت خویش حاصل شود و در طرق دیگر در انتہا۔ پس در مبتدی و منتہی فرق

اور اُسکی جباری اور قہاری اور عذاب سے ہمیشہ ڈرتا رہے اور اُسی پر توکل کرے اپنی خواہشوں کے چھوڑنے سے یہ مطلب ہے کہ کسب کو چھوڑے اور علاقہ اسباب اور اشیاء سے منہ موڑے صرف اللہ کی ذات پر ہی آسرا رکھے اپنے ارادہ کو چھوڑنا اس سے یہ مراد ہے کہ اپنا کوئی ارادہ اور خواہش اور مطلب دل میں باقی نہ رہے حاصل مطلب یہ ہے کہ سالک کے تمام ارادے اور اسکی تمام حاجتیں اور مقصود صرف اللہ کی ذات ہی ہو اور اُسکی رضامندی کا ہمیشہ خواہشمند ہو یہ حالات جنکا ہمنے بیان کیا ہے۔ اپنے پیر کی پہلی صحبت میں اس خاندان میں بعض کو حاصل ہو جاتے ہیں اور دوسرے خاندانوں میں اخیر۔ اس لئے مبتدی اور منتہی

حاصل نمے شود - لہٰذا بموجب
سند کتب معتبرہ علامات فنائے
جذبی - فنائے حقیقی نوشتہ شود
تا راہ روندۂ حق در غلط نیفتند۔ و
نقص را کمال نہ انگارد۔ پس فرق
درمیان فنائے حقیقی و عدم
کہ معبر بفنائے جذبی ہم مے گویند
آنست کہ در ابتدائے احوال
چوں بعضی را از مبتدیان ایں طریقہ
از توجہات پیرانِ کامل مکمل حصول
جذبہ میسر می شود - جذب و سُکر
و انقطاع از خلق - و فانی شدن
از افعال و صفات و ہوا ہائے
نفسانی و با ایستہائے خود ہا ایشان را نیز حاصل
آید۔ لیکن ایں فنائے جذبی معتبر نیست

کا فرق اس موقعہ پر معلوم نہیں ہوتا۔
اسی لئے اس فقیر نے کتب معتبرہ کی سند
سے فنائے جذبی اور فنائے حقیقی کے
علامات لکھے ہیں تاکہ حق کے راستہ پر
چلنے والا دھوکے میں نہ پڑ جاوے اور
نقص کو کمال نہ سمجھ لے۔ الغرض۔ فنائے
جذبی اور فنائے حقیقی میں فرق یہ ہے
کہ اس طریقہ کے بعض مبتدیوں کو جب
پیران کامل مکمل کی توجہ سے یہ جذبہ حاصل
ہوتا ہے۔ تو ابتدائی حال میں اُن کو
جذب اور مستی اور خلقت سے دور
رہنا اور افعال اور صفات سے فانی ہو
جانا اور خواہشات لاحاصل سے بچنا
حاصل ہو جاتا ہے مگر یہ فنائے جذبی
قابل اعتبار

نیست چراکہ مادام در جذب وسکر
باشند ایچنین احوال ایشانرا
حاصل ست. چون بہوش آیند
باز بحالت اصلی میگرایند. پس
اصل معتبر آن ست کہ در حالت
جذب وغیر جذب برابر باشند
مادام کہ اینچنین نیستند فنائے جذبی
ست کہ از خوف عود ایمن نیست و
اصل شناخت ومعرفت این معاملہ
آنست کہ حضرت خواجہ محمد معصوم
قدس اللہ سرہ بمریدے نوشتہ ست
در جواب مکتوب او کہ استفسار از
معاملہ کردہ است یعنی مادام کہ
سالک بفنائے حقیقی نہ پیوستہ
حال او این طور ست کہ خود را نہ بیند

نہیں ہے۔ کیونکہ جب تک وہ عالم مستی
میں رہتے ہیں تو اُن کا یہ حال رہتا ہے
مگر جب ہوش میں آجاتے ہیں تو پہلی
اصلی حالت پر لوٹ آتے ہیں۔ اسلئے
قابل اعتبار وہ حال ہے کہ جذبی حالت
ہو یا نہ ہو وہ ایک حالت پر رہیں۔
جب تک یہ صورت حاصل نہیں تب تک
فنا جذبی ہے جسمیں عود کا اندیشہ ہے
اس معاملہ کی اصل پہچان یہ ہے۔ کہ
حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے
ایک مرید کے خط کے جواب مین تحریر
فرمایا ہے جس نے اس بارہ میں عرض
کی تھی۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ سالک
جب تک فنائے حقیقی میں نہ پہنچے اس
کا اس طرح حال ہوتا ہے کہ اپنے آپکو نہیں دیکھتا

و معدوم داند - اما افعال وصفات
را بہ یقینِ دل بخدا نہ سپارد وایں
حال او معبر بفنائے جذبی است
وچون خود راہم معدوم داند و افعال
وصفات را نیز بہ یقینِ دل بہ اصل
سپارد معبر بہ فنائے حقیقی ست
کہ از عود ایمن ست - و عود بمعنی
گردیدن و باز آمدن بہ طبیعت اصلی
کہ محبت دنیا و اشیا و اسباب ست
بدانکہ جذبہ ہم دو معنی دارد یکی آنکہ عبارت است
از سیر انفسی کہ مقابل سیر آفاقی ست و سیر آفاقی
نیز معبر بسلوک است و ابتدائے ایں سیر از لطیفہ قلب ست
و دیگر سیر آفاقی بمعنی آنکہ حق را جل شانہ
در جملہ اشیا طلب کردن و مشاہدہ نمودن گر مراد از
سلوک است - و سیر آفاقی در صحنِ اوسطے میگردد

بلکہ معدوم جانتا ہے - لیکن افعال اور
صفات کو یقیناً خدا کے سپرد نہیں کرتا
اسکے اس حال کو فنائے جذبی سے تعبیر
کرتے ہیں اور جب سالک اپنے آپ کو بالکل
معدوم جانتا ہے اور افعال او صفات
کو یقینِ دل سے خدا کے سپرد کرتا ہے
اسکو فنائے حقیقی کہتے ہیں جسکا واپس
ہونا مشکل ہے - اور عود سے مراد یعنے
دنیا کی محبت اور اسکے اشیا کی الفت
کیطرف پھر آنا ہے - جاننا چاہئے کہ
جذبہ کے بھی دو معنے ہیں ایک سیر انفسی
ہے جو مقابل سلوک کے ہوتا ہے اور سالک کا ابتدائی
سیر لطیفہ قلب سے شروع ہوتا ہے اور سیر آفاقی سے
یہ مراد ہے کہ ہر چیز سے اللہ جل شانہ کی ذات
کو مشاہدہ اور طلب کرنا

دسیرِ آفاقی در ضمنِ او طے می گردد
۔ واین خاصہ
طریقۂ علیہ نقشبندیہ است کہ سالک را
در ابتدائے حال این چنین عنایت
از صحبت این بزرگواران حاصل
آید۔ و در طرقِ دیگر کہ جذبہ دیگر
کہ بمعنے کشش و محبتِ دل است
بجنابِ او سبحانہ تعالےٰ۔ این
چنین جذبہ ہم کس از طلاب ازین
اکابران حاصل میشود و برائے
این چنین جذبہ صحبتِ پیرِ طریقت
شرط است۔ مادام کہ در صحبت بیاشد
او را حاصل است و بر تقدیر ترک
صحبت قبل از فنائے حقیقی خوف
عود است۔ نعوذ باللہ منہا۔

ہوتا ہے اور سلوک سے یہی مراد ہے۔ جو
اس کے ضمن میں طے ہوتا ہے
اور یہ خاصہ خاندان نقشبندیہ کا ہی ہے
کہ سالک کو ابتدائے حال میں اس قسم
کی عنایات بزرگون کی صحبت سے حاصل
ہوتی ہیں جو دوسرے سلسلون کے انتہا میں
اور یہ جذبہ جس سے مراد کشش اور محبت
حق سبحانہ و تعالےٰ کی تہ دل سے ہے
اور اس قسم کا جذبہ ان بزرگان عالیہ
سے ہی حاصل ہوتا ہے اور ایسے جذبات
کے حاصل کرنے کیواسطے پیر طریقت کی
صحبت شرط ہے۔ جب تک کہ صحبت میں
ہوگا۔ اس کو حاصل ہوگا اور صحبت چھوڑنے
سے فنائے حقیقی سے پہلے عود کا خوف
ہے اللہ تعالےٰ پناہ دیوے ہمکو

قسم دوم جذبہ الٰہیست۔ کہ مراد
از عشق و ذوق الٰہی ست کہ در فیض
اوّل حقیقت شخص را مستعد این نعمت
عظمیٰ کردہ باشند جذبہ باعث
این تجلّی ذاتی ست کہ بر دل بندہ
محض بفضل و عنایات او سبحانہ تعالیٰ
مے تابد۔ و او را از وے وا ستانند
چنانچہ حضرت مولانا خواجہ عبید اللہ
احرار قدس سرہ در فقرات آوردہ و
این فقیر از انجا نقل کردہ نوشتہ است
و نیز برائے حصول این چنین دولت
عظمیٰ شرط است کہ پیر طریقت آن
شخص صاحب جذبہ باشد۔ بلکہ سلوک
او بہ انچنین جذبات تمام شدہ باشد
و نیز صاحب جذبہ ثانی باشد۔ کہ

دوسرے قسم کا جذبہ جس سے عشق
اور ذوق آلٰہی مراد ہے جو کہ پیر کی پہلی
نظر ہی طالب کو اس نعمت کا سزاوار
بنا دے اور ایسی نعمت کا باعث تجلّی
ذاتی ہے۔ جو اللہ کے فضل سے طالب
کے دل پر چمک پڑتی ہے اور اُس کو
اپنے آپ سے بے خبر کر دیتی ہے چنانچہ
حضرت مولانا خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ
علیہ نے اپنی کتاب فقرات میں تحریر فرمایا ہے
اور اس فقیر نے وہاں سے نقل کر کے
اسجگہ لکھ دیا ہے اور اس نعمت عظیم کے
حاصل ہونے کی یہ شرط ضروری ہے کہ
اُس شخص کا پیر جذبہ کافی رکھتا ہو بلکہ
پیر طریقت کا سلوک اُن مقامات سے گذر
چکا ہو اور جذبہ ثانی مذکورہ اُسکو حاصل ہو

سے فقرات
خواجہ عبیداللہ احرارؒ

مقام ارشاد

ارشاد و تکمیل ناقصان موقوف بر آن
ست و ارشاد خلق اللہ موقوف و
مشروط است بہ جذبہ ثانی کہ بے
مشرف شدن اینچنین دولت عظمیٰ
ارشاد کردن مشکل ست و جذبہء
اول را شرط گفتہ اند بجہت تحصیل
جذبہ ثانی ۔ کسے را کہ سلوک او بجذبہ
اول مے شود ۔ البتہ جذبہ ثانی ہم
امید ست کہ شاید او را حاصل شود
بموجب رضامندی مولا ۔
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ لیکن
فرض نیست ۔ کہ خواہ نخواہ بہ جذبہ
ثانی مشرف شود اگر خدا خواہد بدہد
وگرنہ نہ ۔ اما این قدر ضروری

ناقصوں کو کامل کرنے اور اُن کے
ارشاد کیواسطے یہ امر نہایت ضروری
ہے اور اللہ کی مخلوق کی ہدایت
جذبہ ثانی پر موقوف اور مشروط ہے
کیونکہ جب پیر آپ اس درجہ پر دسترس رکھتا
ہو تو مرید کو ارشاد نہیں کرسکتا اور پہلے جذبہ
کا ہونا دوسرے جذبہ کیواسطے ضروری ہے
اور جس کا سلوک اول جذبہ کے ساتھ
تمام ہوا ۔ امید ہے کہ اللہ کے فضل سے
دوسرا جذبہ بھی اُسکو حاصل ہو جاوے
یہ اللہ کا فضل ہے اللہ تعالےٰ جسکو چاہتا
ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے مگر یہ ضروری
نہیں کہ خواہ مخواہ جذبہ ثانی پر پہنچ جاوے
اگر خداوند کریم چاہتے ہیں تو عنایت
کردیتے ہیں ورنہ خیر ۔ مگر یہ امر ضروری

اما این قدر ضروری ست کہ جذبہ اول اورا
ناقص می گذارد مادامیکہ دیر بمبدأ التعین او
نرساند۔ و مبدأ التعین اسمی
ست از اسمائے آلہی کہ رب این شخص
است۔ پس چون اینچنین سعادت
در ابتدا حال کسے را حاصل شود
در اول صحبت پیر چنان بہ جذبات
بے نہایت اورا مشرف سازند
کہ در بحر عشق مودت آلہی مستغرق
و مستہلک گردد۔ وزبان حال
او بہ این ترانہ مترنم میشود

عشق آن شعلہ است کو چون برفروخت
ہر چہ جز محبوب باقی جملہ سوخت۔
تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر زان پس کہ بعد لا چہ ماند

ہے کہ پہلا جذبہ بھی اُسکو ناتمام نہیں رہنے
دیتا۔ تاوقتیکہ اُس کو مبدء مقرر تک
نہ پہنچاوے۔ اور مبدء تعین اللہ کے
ناموں سے ایک نام ہے جو اس شخص کا
ربّ ہوتا ہے۔ جب کسی شخص کو اس قسم کی
سعادت حاصل ہو جاوے تو پیر کی پہلی
صحبت میں اُسکو بے نہایت جذبات
حاصل ہو جاتے ہیں۔ حتاکہ وہ عشق
آلہی کے دریا میں مستغرق اور محو ہو جاتا
ہے اور اس کے حال کی زبان یہ ترانہ
ادا کرتی ہے۔

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب روشن ہوتا ہے
جو کچھ پیارے کے سوا ہو جلا دیتا ہے
لا کی تلوار غیر کے قتل کرنے کیلئے چلاتا ہے
پس دیکھ کہ بعد لا کے کیا رہتا ہے

ماند إلا اللہ باقی جملہ رفت۔
شاد باش اے عشقِ شرکت سوز رفت
وبجر و رسیدن دیوانہ و سراسیمہ
میسازند۔ پس جمیع مرادات و
مقاصد او
ذات حق مے شود جلّ شانہٗ واز
جمیع ماسوے بیزار و دست بردار
واز لذات آجلہ و عاجلہ بیچان
استغناء اورا حاصل آید مثلاً
اگر اورا عمر حضرت خضر علی نبینا و
علیہ السلام بدہند۔ گاہے محبت
ماسوے اللہ اورا حجاب راہ
محبوب حقیقی نمے شود۔ ہر جا کہ برود
ہمان جذبہ عشق در براوست کہ
بہ ہیچ جانب اورا دیدن وگردیدن

الا اللہ رہا اور باقی تمام گیا
خوش ہو اے عشق اور رقیبونکو جلاوے
بس مقام پر پہنچتے ہی اُسکو دیوانہ بیہوش
وحواس اور بیقرار کردیتے ہین اور اُسکی تمام
مرادین اور سب مطلب خدا کی ذات ہی
ہوجاتے ہیں اور سب ماسوے سے بیزار
اور دست بردار ہوجاتا ہے اور موجودہ
اور آیندہ کی لذات سے بالکل بے پروا
ہوجاتا ہے مثلاً اگر اس کو حضرت خضر
علیہ السلام کی عمر دی جاوے تاہم اس
کو ماسوے اللہ کی محبت محبوب حقیقی کا
حجاب نہیں ہوسکتی۔ جہان جاتا ہے اُسی جذبہ
مین جاتا ہے جو اُسکو حاصل ہے
اور یہ جذبہ اس کو اِدہر
اُدہر دیکھنے

نمے دہد واین مجذوب از غم عود
ایمن ست۔ چراکہ ایں عطا ازلی
ست۔ کسے را مقبول میکند اورا
باز مردود نمے کند واین چنین قسم
شخصے از مُرادان ست۔ کہ سبحانہ تعالےٰ
بفضل وکرم خویش حقیقی اورا خویشتن
است واز خواصان جناب خود
گردانیدہ تحت کنف وحمایت حقیقی
اورا محفوظ ومصئون میدارد وصحبت
پیر کہ حکم کبریت احمر دارد۔ ودوام حضور
او برائے مریدگو با فرض عین ست
وتمام شدن سلوک بے صحبت پیر
او را بسیار متعذر ست لیکن اینچنین
مجذوب را دوام صحبت پیر شرط نیست
اگر تقدیرًا اورا مهجوری واقع شود

پیر کی صحبت کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے

نہیں دیتا اور اس قسم کا مجذوب واپسی
اور عود کے اندیشہ سے بالکل بے فکر ہے
کیونکہ یہ ازلی عنایت ہوئی ہے اس کا
یہ کام ہے کہ جسکو اپنا بنالیتی ہے پھر بیگانہ
نہیں ہونے دیتی۔ اس قسم کا بندہ مرادوں
سے ہوتا ہے۔ اور اُسکو اللہ تعالےٰ نے
اپنے فضل وکرم سے اپنا بندہ بنالیا ہے
اور اپنے خاصوں کے گروہ میں لاکر
اپنے سایہ اور اپنی حمایت میں اُسکو محفوظ
رکھا ہے اور پیر کی صحبت مرید کے حق
میں کیمیا کا اثر رکھتی ہے اور مرید کا مرشد کی
خدمت میں رہنا فرض ہے اور فقر کے مقامات
کا طے ہونا پیر کی صحبت کے بغیر نہایت مشکل ہے
مگر ایسے مجذوب کو ہمیشہ پیر کی صحبت میں
رہنا ضروری نہیں اگر بالفرض اسکو جدائی ہوجاتی

ازغم عود ایمن است چراکہ بے حصول
این دولت عظمیٰ شرط است کہ پیر
طریقت قطب ارشاد واز مردان و
محبوبان حق باشد و سلوک او
برایں چنین جذبہ کہ بالا مذکورہ شدہ
محقق باشد و بمرتبہ فنافی اللہ و
بقا باللہ مشرف گردیدہ باشد این
چنین سادات عظام کہ وجود شریف
ایشان باعث مدار جہان و جہانیان
و فیض عام باشد۔ در حق عالم و
عالمیان توجہ ایشان حکم کبریت احمر
یا خاصیت اکسیر اعظم دارد۔ اگر بر
سعادتمندے بموجب عنایت الٰہی
یک توجہے کند فی الفور حقیقت او

تاہم کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ اس
عظیم نعمت کے حاصل کرنیکے لئے یہ شرط ہے کہ طریقت
کے پیر اور قطب ارشاد خدا کے بندوں
اور پیاروں سے ہوتے ہیں اور ان کا سلوک
جیسا کہ ہم نے ذکر کیا نہایت پختہ ہوتا
ہے اور مدارج فنافی اللہ اور بقا باللہ
پر کامیاب ہوتے ہیں اس قسم کے بزرگوار
جنکا وجود پاک جہان اور جہان کے
رہنے والوں کے واسطے قیام کا باعث
ہوتا ہے اور ان کا عام فیض ہوتا ہے
ان بزرگوں کی توجہ لوگوں کے حق میں
کبریت احمر اور کیمیا کا اثر رکھتی ہے اگر وہ
کسی نیک نصیب پر خدا کے فضل سے
توجہ کریں تو فوراً اس طالب کی حقیقت کو

حقیقت کو

مقام ولدیت

اصل

را از مس خودی و خود پرستی پاک می
کنند۔ و مثل طلاء سرخ میسازند و
بہ محبت حقیقی چنان مالامال کنند
کہ بار دیگر او را حاجت نمے ماند
پس اگر بالتقدیر ہجرت واقع شود
مضائقہ ندارد۔ کہ اصل معنی اندراج
النہایت فی البدایت را نیز ہمچنین
معنی کردہ اند۔ این سادات عظام
بیک توجہ انتہا را در ابتداء درج
میکنند۔ لیکن این قدر ہست کہ در
صحبت پیر کار او زود تمام میشود
بر تقدیر مہجوری بہ دیر و تعطل
اما از غم عود بے غم باشد و
این چنین مقدمہ برین احقر العباد
ہم واقع است۔ چنانچہ قدرے

ترجمہ

مس خودی اور خود پرستی سے پاک
کر کے خالص سونا بنا دیتے ہیں اور اس
کو حقیقی محبت سے ایسا بھر پور کر دیتے
ہیں کہ پھر اسکو کوئی حاجت باقی نہیں
رہتی۔ اگر وہ نظر یافتہ آدمی صحبت سے
دور ہو جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے
اور ابتدائی توجہ سے انتہا پر پہنچا دینا اسی
کو کہتے ہیں اس سلسلہ عالیہ کے بزرگوار
ایک نظر سے انتہائی درجہ پر ابتدا میں پہنچا
دیتے ہیں۔ لیکن اتنا ضروری ہے کہ پیر
کی صحبت میں مدارج جلد طے ہو جاتے
ہیں اور اگر دوری واقع ہو جاوے تو ذرا
دیر سے اسکو تعطیل کہتے ہیں مگر واپسی کا غم
نہیں۔ چنانچہ ایسا احوال اس کمترین
پر بھی واقع ہے جیسا کہ کچھ تھوڑا سا

بیان کردہ مے شود۔ اگرچہ این
قلیل البضاعت ذرہ بیمقدار کہ
سراسر ناقص و نالایق ست جائے
آن ندانشت کو شبہ خود را در سلک
جوہریان منتظم گرداند۔ یا حال خود
را در حالات خاصان مذکور کند۔
لیکن بحکم آنکہ ؎
چو شہ برداشت مارا از رہ خاک
سر دیگر بگذرانم سر ز افلاک
و نیز بحکم آیت کریمہ۔ فَاَمَّا
بِنِعْمَتِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ؕ
از عنایات ازلی و توجہات لم یزلی
او سبحانہٗ و تعالےٰ جل شانہٗ و برکت
تراب الاقدام آن غوث الاغیاث
و قطب الارشاد مدار جہان و جہانیان

بیان کیا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ کوڑی ناچیز
اور ذرہ بیمقدار جو سراسر ناقص اور نالایق
ہے یہ جرات نہیں رکھتا۔ کہ اپنے آپ
کو شاہوار موتیوں کی لڑی میں پروئے
اور مرادوں کے روبرو پیش کرے یا اپنے
حال کو درگاہ کے خاصوں کے ذکر میں
لکھے مگر بہ امر مجبوری بمصداق اس شعر کے
؎ جب ہمکو تہ خاک سے بادشاہ اٹھاوے
تو مجھے آسمان سے سربلند کرنا لائق ہے
اور بحکم آیت شریفہ۔ پس ساتھ نعمت
رب اپنے کے آگاہ کر۔
اس بندہ ناچیز پہ اللہ تعالےٰ کی عنایت
اور مہربانی سے اور اُس غوث پاک
اور قطب الاقطاب
مدار جہان و جہانبان

اصل

والئے ہند و سندھ یعنی پیر و مرشد
این احقر آنچہ بیک توجہ بزین
مسکین عطا گردید چہ بیان کنم۔ بیت
اگر ہر موئے من گردد زبانے۔
ز وصفش نقطہ کے آرم بیانے۔
بالفرض اگر کسے تمام عمر مشقتہا
ریاضات و مجاہدات بکشد اینچنین
دولت عظمے کے حاصل کند کہ این
احقر را در اول صحبت بیک لمحہ از
گوشہ چشم آن غوث الاغیاث حاصل
گردید بعدہ دہ دوازدہ روز در خدمت
فیضدرجت آن قبلہ کونین شرف اندوز
صحبت شدہ طلب رخصت نمودم۔
فرمودند کہ ہر چہ امانتِ تو نزد ما بود
بتو رسیدہ ست حالا مختار ہستی۔

ترجمہ

والئے ہند و سندھ کی خاکِ پاکی برکت
سے ایک ایسی نظر پڑی جس کا بیان
میں کیا کروں۔ بیت
اگر میرا ہر بال زبان بن جاوے
تو اسکی تعریف کا ایک نقطہ بھی بیان نہیں
کر سکتا۔ بالفرض اگر کوئی شخص عمر بھر عبادت
اور ریاضت اور مجاہدہ کرے اسکو یہ نعمت
حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو اس ناچیز کو حضور
اقدس غوث الاغیاث کی ایک نسبت
بھری توجہ سے حاصل ہوئی دس بارہ
دن کے بعد حضور کی خدمت میں فیض
حاصل کر کے نیازمند نے رخصت طلب
کی آپ نے زبان در فشان سے فرمایا
کہ العزیز جو تمہاری امانت ہمارے پاس
تھی وہ ہم نے دیدی اب تمہارا اختیار ہے

یعنی ایں مرکز دائرہ ولایت حضرت
حاجی احمد متقی سندھی کہ
مزار شاں در موضع گوٹھ قاضی احمد
کہ از توابع ضلع نواب شاہ ست
موجب نہران فیض و برکات
ست نیز او و تبرک اکال ریلوے
اسٹیشن است۔

پس معلوم شد کہ در کرت اول
کہ از ماتش صحبت شیخ خود
فایدہا اندوختند و مدت
بسیر کرزا یا دوازدہ دوازدہ
روز بخود خلعت خلافت
نیز از آں قطب زماں در بر
کردند۔
فقیر منظور احمد

اصل

هر جا که می روی رو. غم نیست پس
رخصت شدم. ابنده تا چند گاه قریب
نه یا ده ماه مهجور بودم و در حال خود
هیچگونه تفاوتی ملحوظ نکردم بلکه
نجم سعادت این فقیر روز بروز بر
اوج عشق محبت الٰہی عروج بود
چون باز به خدمت والا موفق شدم
مدت سه یا چار ماه لجد مشرف بودم
فواید ها عظیم و بیشمار که در قید قلم نمی
گنجد حاصل نمودم چون باز مرخص
شدم مدت سه یا چهار سال در سفر
منقضی کردم. اما در محبت و ذوق
مولی و احوالات و وجد و مواجید
خویش هیچ تفاوتی نبود و همچنین
بارہا تجربه کرده ام هنوز کار این

[illegible] گردانید [illegible]

کرت دوم مدت حضور

ترجمہ

جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ کوئی غم
نہیں۔ کوئی فکر نہیں۔ پس آپ کی اجازت
کے بعد میں رخصت ہوا اس سے پیچھے
نو یا دس مہینے آپ سے جدا۔ ہا مگر اپنے حالات
میں کسی قسم کا فرق نہ دیکھا بلکہ اس فقیر
کی سعادت کا ستارہ دن بدن عروج
پر تھا اور محبت الٰہی کا۔ یا موجیں مار رہا تھا پھر
حضور قدس کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔
اور تین چار مہینے حاضر رہا میں نے ان دنوں
میں وہ فائدے دیکھے جو تحریر میں نہیں
آسکتے پھر بندہ جب آپ سے رخصت ہوا تین
یا چار سال سفر میں گذار دئے مگر الٰہی محبت
اور ذوق شوق اور وجد مواجید میں سر
فرق نہ پایا۔ ایسا ہی کئی دفعہ تجربہ کیا
اب تک اس عاجز کا حال ۔۔۔

مسکین بفضل الٰہی و توجہ آن مرشد
کامل الحمد للہ والمنۃ در ترقی و تزاید
ست۔ انشاء اللہ بہ برکت تراب الاقدام
آن ہادی سبل سلمہ ربہ با تمام
خواہد رسید۔ لیکن اینچنین جذبہ مذکور
کہ از قسم دوم ست۔ بسیار قلیل و عنقا
انگاشتہ اند از ہزار کس بر کسے کہ سعادت
ازلی باشد حاصل میشود۔ و
از قسم اول کہ بالا مذکور شدہ اگرچہ
تحصیل او ہم موقوف و مشروط بر
سعادت ازلی و انعام لم یزلی ست
لیکن بہ برکت اولیائے کرام کہ
خاصان و مقبولان جناب الٰہی اند
جل شانہٗ۔ باکثر مردم طلاب کہ مریدان
حق باشند فی الفور حاصل میشود

خدا کے فضل سے اور مرشد پاک کی توجہ
سے روز افزوں ہے الحمد للہ والمنۃ۔
اور امید ہے کہ حضور انور کی توجہ سے اس
عاجز کا کام بخیریت سر انجام ہوگا۔ یہ
دوسری قسم کا جذبہ جس کا ذکر ہو چکا ہے
بہت کم یاب اور عنقا کے ہے بزرگان
فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کی قسمت یا
ہو اور سعادت ازلی ہو تو ... نصیب
ہے۔ اور جذبہ کا پہلا قسم جس کا ... ذکر کیا ہے اگرچہ اس کا حاصل ہونا بھی سعادت
ازلی اور انعام الٰہی پر موقوف ہے ...
اولیائے کرام کی برکت سے ... اللہ کی
جناب میں خاص اور مقبول ہیں کہ طالبوں
کو فوراً حاصل ہو
جاتا ہے۔

اما دوام او قبل از فنائے حقیقی موقوف
بصحبت است و از غم عود ایمن نیست
و آن کس کہ از کسب خود دوام ذکر
در ریاضات و مجاہدات چیزے حاصل
کردہ باشد از عود محفوظ است
پس بر طلاب مولےٰ تعالےٰ واجب
و لازم کہ در دوام ذکر و وظائف کہ
از پیران طریقت خویش اخذ نمودہ
اند شب و روز مشغول باشند و
حتی المقدور اوقات را معمور دارند
کہ این چنین دولت عظمےٰ کہ لازوال
باشد حاصل آید یعنی از ورزشہا
کہ از ضروریات اند۔ و در ابتدائے
احوال برائے مبتدیان این راہ
مقرر شدہ اند اول اسناد افعال

مگر اُس کا قیام صحبت مرشد کا محتاج رہتا
ہے۔ اور اُسکے پیچھے واپسی یا کمی کا غم
دامنگیر رہتا ہے اور جو شخص مجاہدہ اور
ریاضت اور اپنی محنت سے کچھ حاصل
کرتا ہے اُسکو واپسی کا فکر نہیں ہوتا۔
پس طالبان راہ مولےٰ پر ضروری ہے
کہ ہمیشگی ذکر اور اُن اوراد اور وظائف
پر جو اُسکے پیران طریقت نے ارشاد فرمائے
ہیں دن رات مشغول رہیں اور ناغہ نہ کریں
اور جہانتک ہو سکے اپنے اوقات کو تر و
تازہ رکھیں تاکہ یہ دولت عظیم کہ بےزوال
ہے حاصل ہو اور بعض طریقے ضروری ہیں
کہ بزرگان طریقت نے مبتدیوں کے
واسطے مقرر کئے ہیں ان میں سے پہلا
اسناد افعال ہے

ست۔ باو سبحانہ تعالےٰ۔ میباید کہ
ہمہ افعال خود را و جمیع مخلوقات
را بخدا سپارد و بہ این طور کہ ہر فعل
کہ از من یا از کس دیگر صادر میشود
خدا مے کند۔ اگرچہ دل این شخص
گواہی نے دہد چراکہ مادامے کہ این کس را
فنا در تجلیٔ افعال حاصل نہ شد
بیقین دل نمی داند کہ این کارہا خدای
میکند شانہٗ و بعد از فنا دل این شخص
خود بخود بنا چار باضطرار تمام گواہی
مے دہد کہ این کارہا ہمہ از خدا است
و باقرار زبان ہیچ موقوف نیست۔
اگرچہ زبان بطرف این شخص اسناد
کارہا میکند۔ اما حقیقت دل بر صدق
معاملہ خود قایم ست ؁ ؁ ؁

خدا تعالےٰ کی طرف۔ پس چاہیے کہ اپنے
تمام کامون کو اور تمام مخلوقات کو خدا
کے سپرد کرے اور یہ جانے کہ جو کام
مین کر رہا ہون۔ یا لوگ کر رہے ہیں
وہ خدا ہی کرتا ہے۔ خواہ اُس کا دل
گواہی نہ دیتا ہو جب تک تجلی افعال میں
فنا حاصل نہ ہو جاوے اور دل سے یقیناً
نہ جان لے۔ کہ یہ کام خدا ہی کرتا ہے۔
انسان دل سے گواہی نہین دیتا اور فنا
کے بعد خواہ مخواہ مجبوراً گواہی دینی پڑتی
ہے کہ یہ سب کام خدا کی طرف سے ہیں۔
اس حالت مین زبانی اقرار کی ضرورت نہین
رہتی۔ اگرچہ اُس شخص کی زبان افعال
کی نسبت مخلوق کیطرف کرتی ہے مگر دل
کی حقیقت اپنے معاملہ کی سچائی پر قائم

اصل

بدانکہ استنادِ افعال بحق سبحانہٗ در ابتدائے احوال کسب و استعمال
تاثیر عظیم دارد. پس برا ذکیا
لازم است کہ در جمیع احیان و اوقات
چہ در نشستن و برخاستن و چہ
در خفتن و بیدار شدن و چہ
در خوردن و آشامیدن جملہ افعال را
اصل سپارند و خود را خالی شل
جماد بے حس و حرکت دانند۔ تا بہ
حقیقت برسند۔ وقتیکہ بصدق و
یقین دل دانست کہ افعال از
حق ست وجود را خالی دید و دریں
دید او را شکے و شبہے نماند پس فناء
تجلی فعلی او را حاصل شود و فنائے
لطیفۂ قلب را ہم در فنائے تجلی افعال
شمردہ اند و اصل الاصل ایں لطیفہ

ترجمہ

رہتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ ابتدائی حالت
میں حالات کا حاصل کرنا اور ان کا استعمال
بڑی تاثیر رکھتا ہے پس عقلمندوں کو ضروری
ہے۔ کہ سونے جاگنے بیٹھنے اٹھنے کھانے
پینے میں کسب کا استعمال کریں۔ تاکہ
تمام کام اصل کے سپرد ہو جاویں۔
اور اپنے آپ کو وہ پتھر کی طرح بے حس
اور بے حرکت سمجھیں پھر حقیقت کا مزہ
ملتا ہے جب صدق دل سے یقیناً
سمجھ لیا۔ کہ تمام کام خدا کی جانب سے
ہیں اور اس کا اپنا کوئی دخل نہیں اور
اور اس خیال میں اسکو کسی قسم کا شک
اور شبہ نہ ہو معلوم ہوا کہ اب اسکو فنائے
تجلی فعلی حاصل ہو گئی اور بعضوں نے
دل کے لطیفہ کے فنا کو فنائے تجلی کہا ہے اور اصل

ع از رسالہ کحل الجواہر کہ
از رشحات قلم حضرت
خواجہ عبد الاحد است
نقل فرمودہ اند۔ برائے توضیح
وصل ایں مقامات ایراد
عبارات آں رسالہ من اولہا
الیٰ اخرہا از ضروریات ایں
رسالہ است فرمودہ اند
سید منظور احمد

ترجمہ	اصل
اس لطیفہ کا خدا کی طرف صفت اضافی ہے اس کو تکوین بھی کہتے ہیں۔ اس لطیفہ کا کمال یہ ہے کہ اللہ کے افعال میں فانی اور مستغرق اور محو ہو جاتا ہے۔ اور اسی فعل سے اس کو بقا حاصل ہوتی ہے اور بقا کا درجہ حاصل کرتا ہے اسوقت سالک اپنے آپ کو عقل سے فارغ پائیگا۔ اور اپنے کاموں کو اللہ تعالےٰ سے منسوب کریگا۔ اسحالت کو فنا قلب اور تجلی فعلی کہتے ہیں اور اسکی علامت یہ ہے کہ تعلق علمی و حبی کا تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا نہیں رہتا۔ یعنے دل ماسوے اللہ کو بالکل بھول جاتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ کئی سال کوشش کرے تاہم ایک لحظ بھی غیر اللہ کیطرف مائل نہیں ہو سکتا۔ اسوقت میں جسطرح اشیاء کا علم اس سے دور ہو جاتا	صفتِ اضافیہ حق ست جلت شانہٗ کہ عبارت از فعل تکوین ست کمال این لطیفہ آنست کہ در فعل حق جلّ و علا فانی و مستہلک گردد و بہمان فعل بقا یابد۔ درین زمان سالک خود را مسلوب الفعل خواہد یافت و افعال خود را منسوب بحق جلّ و علا خواہد کرد و فنائے قلب و تجلّی فعلی کنایت ازہمین ست و اصل و نشان او آنست کہ تعلق علمی و حُبّی بغیر حق نماند یعنی قلب ماسوے اللہ را مطلقاً و راساً فراموش سازد بحدیکہ اگر سالہا تکلیف نماید یک لحظہ ماسوا نتواند کرد و درین ہنگام چنانچہ علم اشیاء از وے زایل شد

لحل الجواہر
(حضرت خواجہ عبدالاحدؒ)

محبت اشیاء بطریق اولے ازوے
رخت بربستہ باشد۔ وچون سالک
بفنائے قلب مشرف شد داخل
جماعت اولیا گشت ویک درجہ ولایت
اورا حاصل شد۔ واین فنائے قلب بے قطع
تمامی دائرہ امکان کہ عبارت از مرکز
فرش؛ عرش واز عرش تا تمامی
عالم امر باشد وبے قطع مراتب
عشرہ کہ مقامات عشرہ ہم او شان را
گویند۔ کہ مراد از توبہ وانابت وورع
وصبر وشکر۔ وتوکل ورجا وفقر و
زہد ورضا کہ صوفیہ علیہ بیان فرمودہ
اند۔ صورت نہ بندد۔ ونور این لطیفہ
را نور زرد فرمودہ اند۔ وولایت
این لطیفہ زیر قدم حضرت آدم علیہ السلام

مقامات عشرہ

اسیطرح اشیاء کی محبت بھی بستر باندھ
جاتی ہے اور جب سالک قلب کے فنا
میں پہنچتا ہے تو اولیاء اللہ کی جماعت میں
داخل ہوجاتا ہے اور ولایت کا ایک
درجہ اسکو حاصل ہوجاتا ہے۔ یہ فنائے
قلبی جب تک فرش سے عرش تک اور
عرش سے تمام عالم تک اور مراتب عشرہ
جس سے مراد۔ توبہ۔ وانابت۔ پرہیز۔
صبر۔ شکر۔ توکل۔ رجا۔ فقر۔ زہد۔ رضا
ہے۔ جن کو صوفیائے کرام نے بیان
کیا ہے۔ توڑ تاڑ نہ کرلے۔ حاصل
نہیں ہوتا اور اس لطیفہ کا رنگ زرد
رنگ کا نور ہوتا ہے اور اس
نور کی ولایت حضرت آدم
علیہ السلام کے قدم پر

اصل

است ۔ صلوۃ اللہ علیہ علی نبینا و علیہ السلام
و صاحب لطیفہ قلب را کہ استعداد ہمین
درجہ دارد زیادہ نہ ۔ پس وصول او
بجناب قدس از راہ ہمین لطیفہ است
از لطائف پنجگانہ ۔ و این را آدمی المشرب
میگویند ۔ بعد ازین دوم استعمال
یعنی دیدن و شنیدن و قدرت و
ارادہ کردن و معلوم کردن یعنی ہمہ
اوصاف مذکورہ را نسبت بخدا کند
تا کہ این دید غالب آید و کار این
تمام شود و کسب کردن این شخص
در نفی صفات ست کہ ہمہ صفات را
کہ مراد از سمع و بصر و قدرت و حیات
و ارادت و علم باشد ۔ در جمیع اوقات
از خود نفی کند و باصل حوالہ سازد

ترجمہ

ہے صلوۃ اللہ علیہ علی نبینا و علیہ السلام
ہوتی ہے صاحب اس لطیفہ قلب کی استعداد
اسی قدر ہوتی ہے نہ کہ زیادہ ۔ پس اس
شخص کا درگاہ الٰہی میں داخل ہونا لطائف
پنجگانہ میں سے اسی لطیفہ کے راستہ سے
ہے اور اسکو آدمی المشرب کہتے ہیں اس سے
پیچھے وہ اپنا دیکھنا اور سننا اور قدرت
اور ارادہ اور معلوم کرنا ان تمام صفتوں
کو خدا کی طرف منسوب کرتا ہے یہانتک
کہ یہ بصیرت اسکی غالب ہوجاوے پھر اس
کا کام پورا ہوجاتا ہے اور اس شخص کا
نفی صفات کو حاصل کرنا ہوتا ہے یعنی
سننا دیکھنا ۔ قدرت ۔ حیات ۔ ارادہ علم
کو بالکل نفی کردیتا ہے اور اللہ تعالیٰ
کے حوالے کردیتا ہے

وچون بیقین از دل خود نفی ساخت
وبہ اصل تفویض کرد وخود را مثل
جماد بیحس وحرکت یافت وہیچ شکے
وشبہے این را نماند پس فناء تجلی
صفات این را حاصل گردید وفناء
لطیفہ روح کہ باز بستہ بفنائے تجلی
صفات ست نیز این را حاصل آید
واصل الاصل این لطیفہ صفات ثبوتیہ
حق ست جل شانہ بمعنی آنکہ در ذات
حق تعالے جل شانہ آن صفات را
را ثابت کردہ میشود۔ ویک گام
بحضرت ذات احدیت از فعل نزدیک
ترست۔ واصل علامت فناء این
لطیفہ آنست کہ سالک خود را از
خود مسلوب خواہد یافت بلکہ منسوب

جب اُس نے اپنے دل سے ان چیزوں
کی یقیناً نفی کر دی اور اللہ تعالےٰ کے
سپرد کر دیا اور اپنے آپ کو پتھر کی طرح بے
حس وحرکت جانا اور کوئی شک اور شبہ
دلمیں رہا تو اُسکو صفات کی تجلی میں فناء
حاصل ہوگئی اور لطیفہ روح کی فنا جو اسی
فناء کے متعلق ہے مہیا ہوگئی واصل یہی
لطیفہ خدا تعالےٰ کی صفات ثبوتیہ کا ہوتا
ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام صفتیں
اللہ تعالےٰ کی ذات میں ثابت کرتا ہے
اور یہ فعل ایک قدم بڑھ کر اللہ تعالےٰ
کے قرب میں ہوتا ہے اور اس لطیفہ کے
فناء کی اصل علامت یہ ہے کہ سالک اپنے
آپ کو اپنے آپ سے علیحدہ
پائیگا بلکہ

بجناب قدس خواہد دانست۔ و نور
این لطیفہ را نور سرخ فرمودہ ولایت
این لطیفہ زیر قدم حضرت ابراہیم
است۔ صلوۃ علی نبینا و علیہ السلام
و ہر کہ ابراہیمی المشرب است وصول
وے بجناب قدس از ہمین لطیفہ خواہد
بود۔ و از قطع مراتب قلب و
صاحب این مشرب را استعداد
درجہ دوم ولایت پنجگانہ است و
لطیفہ سر کہ اصل آن صرف شیونات
ذاتیہ است۔ کہ گاہے از صفات
بحضرت ذات نزدیکتر اند و حصول
فنائے این لطیفہ بتجلی شیونات
ذاتیہ خواہد بود۔ و نور این لطیفہ را
نور سفید نشان دادہ اند۔ ولایت این

جناب اقدس اللہ تعالیٰ کے ساتھ
منسوب جانیگا۔ اس لطیفہ کا نور سرخ
ہے اس لطیفہ کی ولایت حضرت ابراہیم
صلوۃ علی نبینا و علیہ السلام کے قدموں
پر ہے۔ جس شخص کا مشرب ابراہیمی ہے
اس کا داخل ہونا اسی لطیفہ کے راستے
ہوگا۔ اور قلب کے مراتب قطع کرنے کے
بعد پنجگانہ ولایت سے دوسری ولایت
کا درجہ ملجاتا ہے اور سر کا لطیفہ جس کی
اصل ذاتیہ الٰہی ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی
کی جناب میں بہت نزدیک ہیں اور اس
لطیفہ کی فنا ذاتیہ تجلی سے الوار سے
ہوتی ہے اس لطیفہ کا رنگ
سفید ہے اس لطیفہ
کی ولایت

اصل

لطیفہ زیر قدم حضرت موسیٰ ست
صلوۃ اللہ علی نبینا و علیہ السلام۔
صاحب این مشرب را استعداد
سہ درجہ است از مراتب پنجگانہ۔ بعد
ازین لطیفہ خفی ست و اصل الاصل
این لطیفہ صفات سلبیہ حق ست
جل شانہ، کہ فوق شیونات ذاتیہ
اند و حصول فنای این نیز ہمان
صفات ست و نور این لطیفہ را
نور سیاہ تعین فرمودہ اند و ولایت
این لطیفہ زیر قدم حضرت عیسیٰ ست
علی نبینا و علیہ السلام و صاحب این
مشرب را استعداد درجہ چہارم
ولایت ست از مراتب پنجگانہ۔ بعدہ
لطیفہ اخفی ست و اصل الاصل این

ترجمہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدموں پر ہے اس
لطیفہ کا مالک ولایت کے تیسرے درجہ
پر ہوتا ہے اس سے پیچھے ایک لطیفہ خفی
ہے اور اصل الاصل اس لطیفہ کا حق تعالیٰ
کے صفات سلبیہ ہیں۔ اس کا درجہ
ذاتیہ انوار سے زیادہ ہے اور اس فنا
کا حصول بھی ان ہی صفات سلبیہ سے ہے اور
اس لطیفہ کا نور سیاہ ہوتا ہے اس
کی ولایت حضرت عیسیٰ علی نبینا و
علیہ السلام کے قدموں پر ہے اس
لطیفہ کے مالک کو درجہ چہارم کی ولایت
مراتب پنجگانہ سے حاصل ہو جاتی
ہے۔ اس کے بعد لطیفہ اخفیٰ ہے
اور یہ پانچواں
لطیفہ ہے

اصل

لطیفہ پنجم مراتب صفات سلبیہ است
کہ کالبرزخ ست۔ درمیان مرتبہ نفی
کلی ودرمیان احدیت مجردہ وفنائے
این لطیفہ مربوط بہ تجلی ہمان مرتبہ
مقدسہ است۔ ونور این لطیفہ نفیسہ
را نور سبز بیان فرمودہ اند وولایت
این لطیفہ زیر قدم حضرت رسالت
پناہ است۔ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ
واصحبہ وسلم۔ وصاحب این مشرب
عالی را بالذات استعداد وحصول
تمام مراتب پنج گانہ ولایت ست و
صاحب اینمقام عالی را محمدی المشرب
گویند۔ این چنین صاحب دولتے
جامع جمیع کمالات ولایت ست ؛
رزقنا اللہ تعالے بمنہ وکرمہ وکمال فضلہ

ترجمہ

یہ درمیان نفی کلی اور احدیت مجردہ کے
برزخ ہے اور اس لطیفہ کی فنا اس
مقدس مرتبہ کی فناء سے ملی ہوئی ہے
اور اس لطیفہ کا نور سبز ہے اور اس
لطیفہ کی ولایت حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
کے قدمون پر ہے۔ اس لطیفہ کا
مالک ولایت کے پانچوین درجہ کا
مالک ہوتا ہے۔ اس مقام کے صاحب
کو محمدی مشرب کہتے ہیں۔ یہ
شخص فنا فی اللہ کے
مقام سے صاحب
دولت اور تمام
کمالات کا
جامع

اصل

رسائل المومنین ۔

بدانکہ فنائے لطائف خمسہ کہ جامع
جمیع فنائے افعال و صفات و ذات
است و فی الحقیقت ہمہ مدارج و مراتب
ولایت صغرے و کبرے و علیا ر
موقوف علیہ بر فنائے لطائف مذکورہ
است چون قدرے بیان و تفصیل
و احوال این لطائف مذکورہ از
ضروریات طریقہ و اہم مطالب بود
لہذا این نسخہ مختصر نوشتہ شد۔ از آن
جاکہ تفصیل کل نے توانست شد
لہذا قدرے بطور اجمال از رسالہ معتبر
کہ از مصنفات مکمل این طریقہ علیہ
بود نوشتہ بر منصہ ظہور آوردہ شد
کہ طالبان این راہ را بکار آید۔ و

ترجمہ

ہوتا ہے ۔

جاننا چاہیے کہ لطائف پنج گانہ کی
فنا جو تمام افعال اور صفات وذات
کے فنا کی جامع ہے اور درحقیقت تمام
مدارج ولایت صغرے اور کبرے اور
علیا کی فنا انہی کے مدارج پر موقوف
ہے جبکہ ان لطائف مذکورہ کا بیان
اور تفصیل کرنا نہایت ضروری تھا اسلئے
یہ رسالہ مختصر لکھا ہے۔ چونکہ اس کی
پوری تفصیل نہایت مشکل تھی اسلئے
مجمل طور پر اُن رسالوں سے جو اس
طریقہ علیہ کے تحریر ہوچکے ہیں لکھا
گیا ہے طالبون
کے کام آویگا
اور اگرچہ

اصل

این قلیل البضاعت ہنوز بہ کمالات
مذکورہ کامیاب نشدہ. شاید کسے
دیگرے بمطالعہ این اوراق منتفع
گردد. و این مسکین را نیز او سبحانہ
تعالے بہ برکت رقم آن بمنزل مقصود
رساند بمنہ و بکمال فضلہ +
اللّٰھم ارزقنا کمال معرفتک
و سائر المریدین ببرکت حبیبہ
محمد وآلہ واصحبہ و
ازواجہ واھل بیتہ الطیبین
الطاھرین اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین ۞
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

ترجمہ

یہ ذرہ بیمقدار تاحال مذکورہ مقامات
پر کامیاب نہیں ہوا. امید ہے کہ
کوئی دوسرا ان اوراق سے فائدہ
اُٹھاوے اور اس کار خیر کی برکت
سے اللہ تعالے اس عاجز کو منزل
مقصود پر فضل سے پہنچاوے +
یا اللہ اپنے کمال معرفت جو … اور تمام
مسلمانوں کے نصیب فرما بحرمت برکت اپنے
حبیب اکرم سید حضرت محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور انکی آل و اصحاب و ازواج و اہل بیت
طیبین طاہرین تمام کے ساتھ رحمت اپنی کے
اے تمام مہربانوں سے زیادہ مہربان اور اللہ
بہت جانتا ہے ساتھ درستی کے۔

حضرت خواجہ محمد پارسا صاحب قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز آپ اپنے زمانہ کے بڑے مشائخوں میں سے ہوئے ہیں آپ کا اسم مبارک
محمد بن محمد بن محمود حافظ بخاری ہے آپ پر زیادہ سے زیادہ رحمت اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی ہو آپ دوسرے خلیفہ
حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے ہیں آپ کی وفات شریف مدینہ عالیہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں ہوئی اور
آپکا مزار مبارک جنت البقیع جوار قبہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعضے از کلمات قدسیہ حضرت خواجہ محمد پارسا
قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ الاقدس بعرض رسیدہ
اند کہ حجاب میان بندہ و حق سبحانہٗ و تعالےٰ
جل شانہٗ ہمین انتقاش صور کونیست
در دل و این انتقاش صور کونیہ
بسبب صحبتہائے پراگندہ دسیرہائے
دیدن الوان و اشکال گوناگون

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ تعالےٰ
سرہٗ الاقدس بعض کلمات قدسیہ سے ارشاد
فرماتے ہیں۔ کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ جل شانہٗ
اور بندہ کے درمیان یہی موجودات کی صورتیں
جو دل میں منقش ہیں۔ حجاب ہے اور
اور یہ نقش ہونا پراگندہ صحبتوں اور مختلف
سیروں اور طرح طرح کے رنگوں اور

اصل

زیادہ میشود و در دل خانہ میکند۔ و
بمحنت و مشقت تمام ترنفی میباید کرد
و دیگر از مطالعہ کتب و گفتن و شنیدن
سخنان رسمی و کلمات شتی آن نقوش
مے افزاید و از مشاہدہ و صور جمیلہ و
سماع و نغمات و سازہائے طرب انگیز
آن نقوش در حرکت و تموج مے آید
و این جملہ موجبات بعد و غفلت است
از حق سبحانہٗ و تعالیٰ و طالب را نفی
وے واجب ست پس میباید کہ ہرچہ
خیال را افزاید۔ بواجبی اجتناب نماید
با دل صاف توجہ بجناب حق سبحانہٗ
تعالیٰ کند سنت الٰہی برین جاری
شدہ۔ کہ بے محنت و مشقت ترک
لذت و شہوات جستی این معنی دست

ترجمہ

کئی قسموں کی شکلوں کے دیکھنے کے سبب سے
زیادہ ہوتا ہے اور دل میں گھر کر لیتا ہے
پوری محنت اور مشقت سے اسکی نفی کرنی
چاہیئے دوسرا باعث ان نقشوں کے بڑھنے کا دیکھنا
کتابوں کا اور کہنا سننا رسمی باتوں اور بیہودہ
کلمات کا۔ خوبصورتوں کا دیکھنا اور راگ
رنگ کا سننا ان سب سے یہ نقش حرکت اور موج
میں آتے ہیں۔ اور یہ سب حق سبحانہٗ تعالیٰ
سے دوری اور غفلت کا باعث ہیں۔ طالب
کو اس کی نفی کرنی ضروری اور واجب ہے
پس چاہیئے کہ جو چیزیں ایسے خیالات کو
بڑھائیں انسے پرہیز کرے اور صفائی دل
کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کرے
سنت الٰہی اسیطرح جاری ہے کہ بغیر محنت اور
مشقت اور ترک لذت اور تمام شہوتوں کے یہ مراد

ترجمہ	اصل
حاصل نہیں ہوتی العزیز آرام تو آخرت میں	نے دید راحتے کہ مے جوئید در آخرت
ہے دو تین دن اس سرائے فانی میں رنج	ست دو سہ روز درین سرائے فانی
اُٹھا تاکہ تجھے ہمیشہ کا آرام ہو اس عالم کو	رنج کشیدی - دیگر ابداً آلآبدین
اُس عالم سے کچھہ نسبت نہیں مگر جیسا کہ	آسودی این عالم را ہیچ نسبت بہ
بے نہایت جنگل میں خشخاش کا داز پڑا ہو	آن عالم نیست گویا در بیابان بے
فرماتے ہیں کہ میرے فرزند میں تجھکو وصیت	نہایت خشخاش دانہ افتادہ است -
کرتا ہون کہ علم اور ادب اور تقوے کے	فرمودہ اند کہ وصیت میکنم ترا اے
ساتھ تمام احوال میں بزرگان قدیم کی	پسر من بعلم و ادب و تقوے در
پیروی کر اور طریقہ اہلسنت و الجماعت کو لازم	جمیع احوال برو کہ تتبع آثار سلف
پکڑ - فقہ اور حدیث کا علم حاصل کر اور	کنی و لازم سنت و جماعت باشی
جاہل صوفیون سے پرہیز کر ہمیشہ باجماعت	و فقہ و حدیث آموزی و از صوفیان
نماز ادا کر - مگر امام اور موذن نہ ہو شہرت	جاہل بہ پرہیزی ہمیشہ نماز با جماعت
نہ کر کہ شہرت آفت ہے اور مرتبہ کا مقید	گذاری - بشرطیکہ امام و موذن نہ
نہ ہو ہمیشہ گمنام	باشی شہرت مکن کہ شہرت آفت
ہو	ست و بمنصب مقید مشو و دائم گم نام

اصل

باش - و در قبالہ ہاے نام خود منویس
و بحکمہ قضا حاضر مشو. ضمان کسے مباش
و لوصایاے مردم در مبا بالملوک و
ابناے ایشان صحبت مدار و خانقاہ
بنا مکن و در خانقاہ منشین و سماع
بسیار مکن کہ بسیار نفاق پدید آرد
و رقت و بسیاری سماع دل را بمیراند
و بر سماع انکار مکن کہ اصحاب سماع بسیار
اند کم گو و کم خور و کم خسب و از خلق
بگریز ہمچنان کہ از شیر بگریزد و ملازمت
خلوت خود باش و با امردان
و زنان و مبتدعان و توانگران و
عامیان را صحبت مدار حلال خور و
از شبہہ بپرہیز و تا توانی زن مخواہ
کہ طالب دنیا شوی - و در طلب دنیا

ترجمہ

اور بیعناموں میں اپنا نام نہ لکھ اور محکمہ
عدالتوں میں حاضر نہ ہو کسی کا ضامن
نہ بن اور وصیتوں میں نہ آ - بادشاہ اور
اسکے لڑکوں کے ساتھ صحبت نہ رکھ
خانقاہ نہ بنا اور اس میں نہ بیٹھ اور سماع
بہت نہ کر کہ اس کی زیادتی نفاق پیدا
کرتی ہے - اور رقت اور زیادتی سماع کی
دل کو مردہ کرتی ہے اور سماع پر انکار نہ
کر کہ اسکے سننے والے بہت ہیں. کھانا اور
سونا اور بولنا تھوڑا اختیار کر خلقت سے
شیر کی مثل بھاگ تنہائی کو لازم پکڑ نابالغوں
اور عورتوں اور بدعتیوں اور دولتمندوں
اور عام لوگوں سے صحبت نہ رکھ حلال کھا
اور شبہہ سے پرہیز کر جہاں تک ہو سکے عورت
کی خواہش نہ کر کہ تو طالب دنیا ہو جاویگا اور دنیا

ترجمہ	اصل
کی طلب میں دین کو چھوڑ دیگا بہت ہنسی	دین بباد دہی بسیار مخند۔ و از
اور قہقہہ سے پرہیز کر کہ اس سے دل مردہ	خندہ قہقہہ اجتناب کن کہ خندۂ بسیار
ہوتا ہے۔ چاہئے کہ تمام آدمیونکو شفقت	دل را بمیراند۔ و باید کہ در ہمہ کس
کی نظر سے دیکھے۔ اور کسی کو حقیر نہ سمجھے	بچشم شفقت نگری و ہیچ فردیرا
اپنے ظاہر کو نہ سنوار کہ ظاہری آرایش	حقیر نہ شمری۔ ظاہر خود را میارا
باطن کی خواری ہے جھگڑا نہ کر۔ اور	کہ آرائش ظاہر از خواری باطن
کسی سے کچھ طلب نہ کر اور کسی سے	ست۔ مجادلہ مکن و از کسے چیزے
خدمت نہ لے اپنے مشایخ کی جان و	مخواہ و کسے را خدمت مفرما و مشایخ
دل اور مال سے خدمت کر اور اُن کے	را بمال و تن و جان خدمت کن
کسی کام پر انکار نہ کر۔ کہ منکر اُن کا	و در افعال ایشان انکار مکن۔ کہ
ہرگز چھٹکارا نہ پائیگا۔ دنیا اور اہل دنیا	منکر ایشان ہرگز رستگاری نیابد
پر مغرور نہ ہو۔ چاہئے کہ تیرا دل ہمیشہ	بدنیا و بر اہل دنیا مغرور مشو۔ باید
فکر اور غم میں ہو ظاہر تیرا بیماروں سا	کہ دل تو ہمیشہ اندوگین بود و بدن
اور چشم تیری تر اور عمل تیرا خالص اور	تو بیمار و چشم تو گریان و عمل تو
دعا عجز انکسار سے اور کپڑا تیرا پرانا	خالص و دعاء تو بتضرع و جامہ تو

کہنہ و نیق تو درویش و مایہ تو	اور رفیق تیرا درویش اور پونجی
فقہ و خانہ تو مسجد و مونس تو	تیری فقہ اور گھر تیرا مسجد اور دوست
حق سبحانہ تعالے۔ انتہے +	تیرا اللہ عزوجل ہو + انتہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد خداوندی فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ خدائے تعالے کا ذکر کرو رات دن خشکی تری سفر حضر تونگری فقر تندرستی مرض خفیہ علانیہ اور بعض صوفیہ نے فرمایا ہے کہ ہر فرض عبادت کی حق تعالے نے کوئی حد اور انتہا مقرر فرمائی ہے اور عذر کے وقت معذور بھی قرار دیا ہے مگر ذکر کی کوئی بھی حد نہیں جہاں پہنچکر ختم ہو جاوے اور کوئی عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ بجز مجنون کے اس میں کوئی معذور نہیں اور اگر کسی کو معذور قرار دیتے تو وہ حضرت زکریا علیہ السلام ہوتے۔ کہ باوجود بڑھاپے اور اسقدر ضعف کے کہ بات تک کرنیکی طاقت نہ تھی اس طرح حکم ہوا۔ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۔ کہ تمہارے لڑکا پیدا ہونے کی نشانی یہ ہے کہ تین دن کسی آدمی سے کلام نکروگے مگر اشارہ کے ساتھ اور خدا تعالے کا ذکر بکثرت کرتے رہنا۔ اگر اور کسی کیلئے

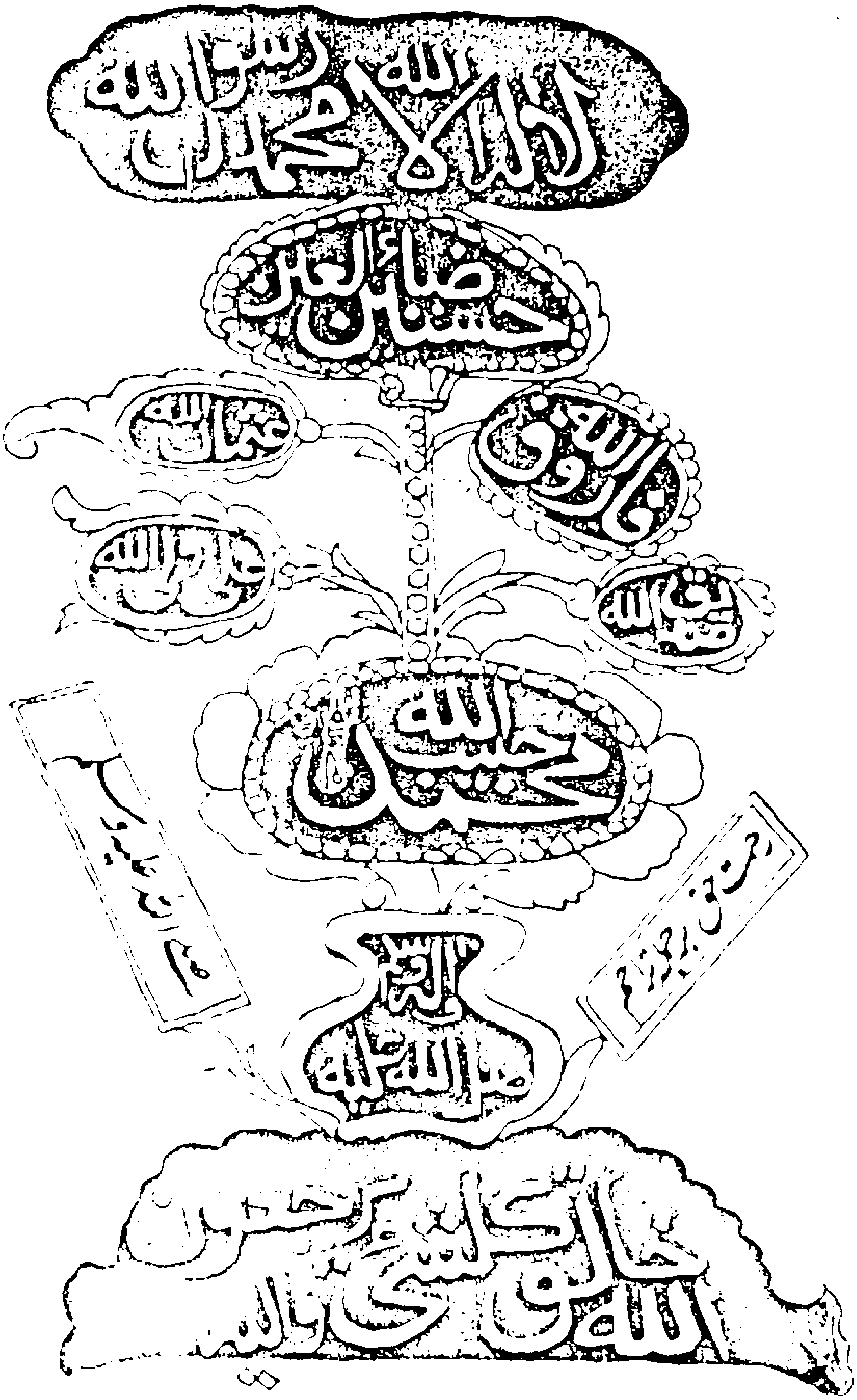
ذکر کے ترک میں کوئی عذر قابل لحاظ ہوتا تو غازی و مجاہدہ کا شغل ہوتا۔ مگر
اُن کو بھی باوجود مشقت اور مشغولی کے یوں حکم ہے یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اِذَا
لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ہ کہ اے
ایمان والو جب کافروں کے ساتھ جنگ کیا کرو تو پاؤں جمائے رکھو اور اللہ کا ذکر
بہت کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ نیز قیامت کے دن ساری عبادتیں نماز روزہ وغیرہ
ساقط ہو جاوینگی اسلئے کہ عالم آخرت میں بندے مکلف نہ ہونگے۔ مگر ذکر آخرت
میں بھی زائل نہ ہوگا۔ نیز حق تعالےٰ دوسری جگہ سورۃ جمعہ میں ارشاد فرماتے
ہیں وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ہ "اللہ کا کثرت
سے ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ" اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ کا ذکر جہاد
اور صدقات اور خیرات سب سے افضل ہے" اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ذکر
سے بہتر کوئی عمل نہیں ہے۔ ذکر الٰہی کیلئے ایک مغز اور تین پوست ہیں اور
مغز تو مقصود بالذات ہے مگر پوست اسلئے مقصود اور محبوب ہیں کہ وہ مغز
تک پہنچنے کے ذرائع اور اسباب ہیں پہلا پوست صرف زبان سے ذکر کرنا
ہے اور دوسرا پوست قلب سے ذکر کرنا اور جبراً تکلف اسکا خوگر ہونا۔
یاد رکھو کہ قلب کو اپنی حالت پر نہ چھوڑنا چاہئیے کیونکہ اسکو تفکرات و تخیلات

میں پڑنے سے پریشانی ہوتی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ اسکی مرغوب شئے
یعنے ذکر آلٰہی اُس کے حوالے کر دیجاے تاکہ اُس کو اطمینان حاصل ہوجاوے
تیسرا **پوست** یہ ہے کہ ذکر آلٰہی قلب میں جگہ کرلے اور ایسا گڑ جاوے کہ اُس
کا چھڑانا دشوار ہوجاوے اسکا مطلب یہ ہے کہ دوسرے درجہ میں جسطرح قلب
کو ذکر کی عادت ڈالنے میں دقت پیش آئی تھی اس تیسرے درجے میں قلب
سے ذکر اللہ کی عادت چھڑانا اس سے زیادہ دشوار ہو۔ چوتھا درجہ جو مغز
اور مقصود بالذات ہے وہ یہ ہے کہ قلب میں ذکر کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے
بلکہ مذکور یعنے حق تعالےٰ کی ذات ہی ذات باقی رہجاوے کہ نہ قلب کی طرف
توجہ رہے نہ ذکر کی جانب التفات اور نہ اپنی خبر ہو نہ کسی دوسرے کی غرض
ذات بحت میں استغراق ہوجاوے اسی حالت کا نام فنا ہے اور اس
حالت پر پہنچ کر بندہ کو نہ اپنے ظاہری حس وحرکت کا علم ہوتا ہے اور نہ باطنی
عوارض کا یہانتک کہ اپنے فنا ہوجانیکا بھی علم باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ فنا ہوجانا
بھی تو خدا کے علاوہ دوسری ہی چیز ہے اور غیر اللہ کا خیال میل کچیل اور
کدورت ہے پس فنا کا علم بھی اس درجہ میں ہوکر کدورت اور بعد ہوا یہی وہ
حالت ہے جسمیں اپنے وجود کے فنا کے ساتھ خود فنا سے بھی فنائیت ہوتی ہے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے دل بگو بیان ز کمال محمدی | رمز خدا عیان ز خصال محمدی
آن جلوۂ کہ طور بہ موسیٰ کلیم تافت | شعلہ یکے نشان ز جمال محمدی
یوسف کہ نیک سیرت و صورت کمال داشت | شد محو بے گمان ز خیال محمدی
شمس و قمر کو اکتساب ضیا ہمہ | پرنور فور بہ شان ز ہلال محمدی
صدیق یار غار و عمر صاحب وقار | یک خلق و دیگران ز جلال محمدی
عثمان با حیا ز حیائے عظیم شان | رمزے علی جوان ز مجال محمدی
زہرہ حسن رضا رضائے محمدی | وے کشتہ دشمنان ز نہال محمدی
و آن غوث نامدار کہ گیلان زاد شان | حرفے جلی بیان ز مقال محمدی
یارب عطا کنی تو بعادل[1] گدائے خویش | یک جام ارغوان ز زلال محمدی

[1] عادل ۔ نام مولا بخش برادر میران بخش جوگی لاہوری +



ٹائیٹل مراۃ المحققین طبع اول مرقومہ
شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری